ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

عنایت بے غایت ایزد منان و رحمت بے نہایت یزدان سے

دیوان

سنہ ۱۳۰۲

مشہور آفاق میرزا عبدالرزاق کے اہتمام سے

مطبع انصاری میں چھپا

LIBR
Date
ALIGARH.
M. UNIV

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ شکستہ بیان حبیب الدین احمد سوزان ابن حاجی
معین الدین انصاری غفر اللہ الباری باشندہ سہارنپور عرض کرتا ہے کہ اس دار البلا
میں جسکو دنیا کہتے ہیں جو کچھ مجھپر گذرا یا جو کچھ میں نے دیکھا نہ ناطقہ اوسکے بیان کی طاقت و تاب
رکھتا ہے نہ دل فکر کا متحمل ہو سکتا ہے۔ حدیث خویش اگر گویم آغاز ہ روم چند نکتے ہوں اون میں با
مجملاً یہ کہ بچپن سے سودائے حسن پرستی سر میں اور ذوق سخن دل مضطر میں تھا کبھی تلاش حسن
میں آزادانہ عمر کھوتا کبھی شعر پڑھ پڑھ کر اوداس ہوتا۔ رفتہ رفتہ عشق خیالی سے خیال شاعری
پیدا ہوا لیکن وقت فرصت بتقاضائے زمانہ عنقا تھا۔ بہرحال کبھی کبھی کچھ لکھ لیا کرتا اور
ادہر اودہر مکان کے طاقوں میں رکھ دیا کرتا۔ اسی طرح عرصہ گذر گیا جب میں مرحلہ زندگانی
فانی کے طے کرنے میں تدریج نقصان قوۂ شہوانی میں شروع واقع ہوئی تھی وہ اسپہ کبھی بہ اپنے عالب اگلی
ایک عمر اسی کشاکش میں جان پر رہی اس عرصہ میں تسکین خاطر فاتر کے لئے ہر چند اگلے لوگوں
کی باتیں جنکو متقدمین کی کتابیں کہتے ہیں دیکھیں اور علم توحید و درد عشق کی طلب میں

دانشوران صاحب فہم و مقام سے جنکو علماء عظام و صوفیہ کرام کہتے ہیں ملا لیکن خاطر
پریشان کا حال جمعیت سے نہ بدلا - بحرف آشنا نغلط ہم کسے نگفت ۔ ہر چند جواب خوش
پھر فسانہ سوختم ۔ آخر جب دیکھا کہ تدبیر کا ہاتھ دامن تقدیر تک نہیں پہنچا - سحر تصحیح نسخہ وجود سے
کیجئے عمر زائل و کتب فضائل سی عبارت ہی سے دل بہلانے لگا لیکن یہ امر نفس امارہ پر گران گزرا
رواسطے اسکو سب کا مونس و شوار تر پایا - پھر تو مضطر سخت گھبرایا - کیونکہ کوچ کا زمانہ قریب
آگیا اور سامان سفر مہیا نہ تھا ۵ مرا این عمل نفس دو کردار ۔ فگند اندر جہان بہانے
بیچارہ چون زین بادیہ تا کاروانم ۔ مگر کس ساند استخوانم ۔ بارے دل بہلانے
اور وقت ٹالنے کے سوا اسکے نہ سوچا کہ ان اشعار کو جنکا کہا زد الف وا
ایک دیوان مختصر مرتب کرون ناچار پھر از پریشانی و سرگردانی جسقدر اشعار ملے
بعد محو و اثبات انکو جمع کیا سخنوران کامل و ہنرپروران صاحب دل سے امید ہے کہ
خطا کو دامان عطا میں چھپائیں اور حرف گیری سے باز آئیں ۔ امید ہے باقی سو

	شعر	

این نامہ کاندران ہمہ اشعار تر بود ۔ پیداست گر نوشتہ بآب گہر بود
یکسو نہشت دل ز درگہ چو سال ختم آن ۔ گفت مردمان کہ قبول نظر بود

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم
و اتوب الیہ

تمت

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U25832

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف

تجھے ہی جب اے میرے مولا نجانا ۔ تو یکسان ہے پھر اور جانا نجانا

یوں آنکھیں ہین تجھسے محروم جیسے ۔ کہ عنقا ہے جسنے نام عنقا نجانا

ہمیشہ تیرے عشق مین جان دیمے ۔ کبھی جینے دنیا کو دنیا نجانا

بہت فکر کی بھید کے جاننے مین ۔ کسینے تیرا بھید اصلا نجانا

سنا نا تیرے حکم کو اس طرح سے ۔ کہ گویا اوسے حکم تیرا نجانا

بھلا لی ہی جو بات وہ یاد کرلی ۔ جسے جاننا چاہیئے تھا نجانا

ہمیشہ کیا وہ ہی جو دل مین آیا ۔ کسی بات مین جا و بیجا نجانا

تجھے دیکھنے کا ہے شوق اوسکے سو ران
کسینے کبھی جسکو دیکھا نجانا

کیا دن تہے وہ کہ رنج و غم دلستان نہ تہا	۲	دریائے اشک آنکہہ سے ہر دم روان نہ تہا
ہر وقت نزع کی سی یہ حالت نہ تہی کبہی		دلمین یہ درد لب پہ یہ شور فغان نہ تہا
جسطور مردہ جان کو اب نوحہ کرتے ہین		آگے سرہانے پر کوئی یون نوحہ خوان نہ تہا
گو ذوق وصل مین حرکت دلکو رہتی تہی		پر مرغ نیمجان کی طرح سے تپان نہ تہا
ہم اور وہ ایک تہے کہ سنتے تہے قصہ مختصر		یہ تفرقہ یہ حرف دوئی درمیان نہ تہا
طرفہ یہ ہے کہ رہتے تہے ہم جس مکان مین		وہ تہا تو اک مکان ولیکن مکان نہ تہا
وہان تحت و فوق و حال شب و روز اور تہا		یہ مہر و ماہ یہ زمی و آسمان نہ تہا
ہان اوس مکان کے تہے در و دیوار ہین کہین		چہجہ نہ تہا ستون نہ تہا سائبان نہ تہا
کچہ طرفہ فرش اور اوسپہ نئی قطع کی تہی چہت		ہر چند فرش و سقف کا نام و نشان نہ تہا
بچہا ہوا وہ ہر جگہہ اک فرش پرنیان		پر پہر وہ فرش پارچہ پرنیان نہ تہا
وہ اوسکے گرد غیرت باغ بہشت باغ		جسمین کہ نام کو بہی گذار خزان نہ تہا
جاری وہ اوسمین چشمہ شیرین و تابناک		گویا کہ شہد و شیر تہا آب روان نہ تہا
وہ اوسمین رنگ رنگ کے پہل پہول ہر طرف		گویا کہ باغ خلد ہی تہا گلستان نہ تہا
کیا اون پہلون کی کیجیے لذات کا بیان		اک پہل نہ تہا کہ کام دہ کام جان نہ تہا
کیا رنگ و بوئے ہر گل تر کا بیان کرون		اک گل نہ تہا کہ غیرت صد بوستان نہ تہا
صدہا غلام سیکڑون لونڈی ملک جمال		عالم مین جنکی مثل کوئی انس و جان نہ تہا
پہرتی تہی چار سو کہ اون اشکال پاک مین		کوئی بجز ملائک و روحانیان نہ تہا

طرفہ یہ ہے کہ باہمہ حسن و جمال و ناز — کوئی نہ تھا کہ تابع فرمان وہاں نہ تھا
ناگہ دل ہان سے آئی اک آواز دلفریب — ناقوس کی صدا تھی شور اذان تھا
سنتے ہی اوسکے اور ہی کچھ حال ہو گیا — مستی بیخودی تھی خواب گران تھا
یا پی شراب عشوہ دلبر کے نشہ مین — بیہوش ایسے تھے کہ بہن ہوش جان تھا
آخر اوسی نشے مین کہ اب ہے خیال و خواب — کی اوسنے ایک چال کہ جسکا گمان نہ تھا
اتنے مین ہوشیار ہوئی ہم نظر جو کی — وہ ہم نہ تھے وہ جا ہی نہ تھی وہ جہان نہ تھا

سوزان خدا ہی جانے کیا اوس صنم کو کیا ہوا
ایسا تو حال زار پہ نامہربان نہ تھا

٣

کیا دن تھے وہ کہ شوق سخن مہوشان نہ تھا — کتان کیطرح چاک گریبان جان نہ تھا
دلکو نہ تھا خیال کسی سبحہ حسن کا — سیلاب اشک آنکھ سے ہر دم رواں نہ تھا
ازخویش رفتہ رہتے تھے ذوق بہار مین — ہرگز خیال آمد فصل خزان نہ تھا
القصہ مثل تاجر نا آزمودہ کار — سودائے سود مین تہ خیال زیان نہ تھا
ہر شب شب برات تھی ہر روز روز عید — دنیا مین کوئی ہم سے سوا شادمان نہ تھا
دل آگیا کہ رنگ زمانہ بدل گیا — دم بھر مین وہ زمین نہ تھی وہ آسمان نہ تھا

قطعہ

ہر شے مین سو جہان نظر آتی تھی خوب سے — جاگے تو ایک چیز کا نام و نشان نہ تھا
یعنی کہ خواب نیست مین تھا سب جہان خیال — مر کر کھلی جو آنکھ تو گہر راہی نہ تھا

	قطعہ	
جب وقت جا کے بیٹھے اور کرتے تھے تلاش		گویا کہیں جہان میں وہ جان جہان تھا
جانا جب اوسکو ہمنے تو کیا دیر کیا حرم		کوئی جگہہ جہاں میں نہیں تھی وہ جہان تھا
اس بتکدے میں ہوش سنبھالا ہے آن کر		مجھکو خبر نہیں کہ کہاں تھا کہاں نہ تھا
	بیٹھے جو شوق دید جتایا تو یہہ کہا سوزان ہمارے دیر کو کوئی پاسبان تھا	
وہ کفر رہ گیا نہ وہ اسلام رہ گیا	۴	دنیا میں مذہبوں کا بس اک نام رہ گیا
نے میکدہ رہا ہے نہ ساقی نہ جام مے		غم کے لئے یہ رند مے آشام رہ گیا
نے دل رہا نہ شوق گل و سرو یاسمین		اک اشتیاق سرو گل اندام رہ گیا
قسمت تو دیکھنا کہ گرا تہا کے رہ میں کب		جب دس قدم پہ کوئی دلارام رہ گیا
اس دامگاہ میں ہوں وہ صیاد نامراد		جسکا کہ صید بہاگ گیا دام رہ گیا
جتنے تھے رند بادۂ گلفام سبکو دی		میں کم نصیب ساقی گلفام رہ گیا
سب میرے ہمرہوں نے کیا کوچ اور میں		کرتا ہوا سفر کا سرانجام رہ گیا
	غالب سے کام تہا سو وہ سوزان گزر گئے دہلی میں اب جناب کا کیا کام رہ گیا	
گر نہ وہ جان جہان ساقی محفل ہوتا	۵	جام بادہ قدح زہر ہلاہل ہوتا
میری تقدیر نہ تھی ایسی کہ مارا جاتا		آرزو یہ تھی کہ اوس تیغ سے گھایل ہوتا

تہا مناسب میری نزدیک بت سنگین دل	٧	کہ تری سینہ مین پتہر عوض دل ہوتا
چاہ زمزم چہ عجب ہے جو ہوین کعبہ مین		سنگ اسود تہا اگر ہوتی نہین کوئی تل ہوتا

تجہسے خود آکے ملاقات وہ کرتے سوزان
تو اگر اونکے ملاقات کے قابل ہوتا

جسدن سے عشق زلف سیہ فام ہوگیا	* [illegible]	روز خوشی سیہ صفت شام ہوگیا
اے میفروش اپنی غلامی مین کہہ مجہے		جو تہا لب سو وہ تو صرف می و جام ہوگیا
گلفام وہ تو تہا ہی یہ مین رند مست بہی		گلفام دولت مے گلفام ہوگیا
تیری نگاہ مست اثر دلمین کر گئی		ساقی یہ جام لے کہ مرا کام ہوگیا
کل کر رہے تہے مدح و ثنا میری برملا		ایلو مین آج قابل دشنام ہوگیا
جب وحشت ادہی کعبہ مین تو باوجود ضبط		سو جا سے چاک جامۂ احرام ہوگیا
جبتک کہ جہانمین رہا مبتلائے رنج		اے کنج قبر اب مجہے آرام ہوگیا
رکہتا ہے حکم دیر ہمارے لیئے حرم		اب کفر اپنے واسطے اسلام ہوگیا

جاتا تہا میکدے کی طرف مغبچہ کے ساتہ
سوزان تو ایک ندے آشام ہوگیا

زہر غم عشق اثر کر گیا	ے	ہائے میر جان چلی مر گیا
کاش نہ ملتا مجہے وہ دلستان		ہاتہ سے کیا دل مضطر گیا
حسرت معشوق ہی عاشق پہ فرض		سر کے بل اوس شوخ کے مین گہر گیا

(۷)

کوچۂ قاتل میں گئے تو بھی — پاؤں کے رکھتے ہی گر سر گیا
گرچہ بہت تن فقیہ دل جا چکا — ہاں مگر اسطور تو کمتر گیا
تن میں جگہ زخم سے باقی نہیں — کیا کروں اک زخم اگر بھر گیا
رہ میں کہیں ڈال ہی خط شوق — ڈر رہے ہیں جیسے کبوتر گیا
زندہ ہوں کیسے گیا گر کبھی — ساتھ میرے شیشہ و ساغر گیا
خانہ کعبہ تو مشائخ گئے — میکدے میں مرد قلندر گیا

شہر میں سوزاں جو کوئی شخص تھا
آج کسی شخص پہ وہ مر گیا

۸

نیرنگ ہم ہے یہ چمن روزگار کا — کیا اعتبار اسکے خزاں و بہار کا
مضراب میرے تار نفس کی بنائیے — بندہ نواز شوق اگر ہے ستار کا
کچھ اور ہی سما گئی تھی بو دماغ میں — تھا جن دنوں خیال کسی گلعذار کا
ہاں مژدہ اشتیاق اسیری کہ اب تو ان — اوس نوجوان کو شوق ہوا ہے شکار کا
انشا ہی راز عشق کہاں اور میں کہاں — یارب برا ہو گریۂ بے اختیار کا
نرگس اوگے گی خاک سے تا روز رستخیز — ہوں میں شہید نرگس فتان یار کا
میں مست اور شغل جہاں شرب بادہ — ای چرخ کام تھا یہ کسی ہوشیار کا
پیکر شراب کہتے ہیں ہر وقت ملکو جوش — کسکو دل و دماغ غم روزگار کا
ہم ہی ہیں جو طریقۂ حضرات نقشبند — دل میں خیال رکھتے ہیں وے ہی نگار کا

سوزان سفر مین کیون نہون سرگرم گریہ ہم
صدمہ ہے دل پہ فرقت یار و دیار کا

۶
ہمدم فسانہ موقوف اب مار راہزن کا
آتا ہی یاد عالم اک زلف پرشکن کا

اہل سخن کہی کیا احوال اوس دہن کا
جسمین کہ تنگ ہوئی خود قافیہ سخن کا

ہاتہ اوس سے ہم ملا کر جیسے ہوئی ہین خصت
ہر پانو ہو گیا ہے گویا ہزار من کا

خلوت سی بیجا ب آ اے رشک مہر و مہ تا
ہنگامہ ہوئی سارا برہم اس انجمن کا

ہر نوک خار تمین مانند مو ہو یارب
ایذا نہ دے کسیکو کانٹا میرے چمن کا

جاتے ہین زیر قصر نیلی رواق سے ہم
رہتا ہے خوف ہر دم اس گنبد کہن کا

اے عندلیب شیدا باتین کرینگے آجا
تجہکو ہے عشق گلکا مجہکو ہی گلبدن کا

آزاد ہون خیال ایصال زر سمجھے کیا
بس ہی تصور وصل اوس سیمتن کا

رنج سفر مین ہوتا ہے اور رنج دل کو
ہم حال کچہ نہ پوچہو مجہسے سرسے وطن کا

سوان کیا ہی تجہکو قتل اک نظر مین جسنے
مین بہی ہون یار بیمار اوس چشم سحر فن کا

۱۱
شب کوکب بخت اوج سعادت سی قرین تہا
مین تہا شب مہتاب تہی وہ ماہ جبین تہا

تا پردہ گوش آگئی سننے کے لیے روح
اوس شوخ کی آواز تہی سحر مبین تہا

ای پیک سبک سیر چلا تو ہی لیکن
سطور شتاب آ ہو گو یا کہ یہین تہا

افسوس کہ دل خوش ہنوا ملکے کسی سے
ماتمکدہ دہر مین جو تہا سو حزین تہا

رہتے ہین پڑے محفل اوباش مین اکثر
کہتے ہین کہ سوزان ہی خرابات نشین تہا

نے خار کف پا ہون نہ گل ہون کسی سر کا	۱۱	ہین گلشن دنیا مین ادہر کا نہ ادہر کا
تو چہوڑ دے صیاد مجہے قید قفس سے		لے صبر نہ مجہہ طائر بے بازو پر کا
دہقان نے مجہے کسلیئے بویا ہے چمن مین		جون سرو ہی ہین تو نہ گل کا نہ ثمر کا
ضائع نکر اوقات عبث کسب ہنر مین		دشمن ہے فلک قسمت ارباب ہنر کا

کہتے ہین کہ سوزان نے کسی شخص پہ دی جان
سچ ہے وہ مذاق سخن و سن اہل نظر کا

گر بیان رو و قد دلبر کا	۱۲	چہیڑ قصہ گل و صنوبر کا
کیجئے کیونکہ ترک عشق بتان		لائیے دل کہان سے پتہر کا
ڈر ہے ان کو دکان پر فن سے		یہ کبوتر بنا لیتے ہین پر کا
چادر ماہتاب کا ہو کفن		کشتہ ہون ایک ماہ پیکر کا
مجہہ سا عالی دماغ یون محتاج		ہو برا چرخ سفلہ پرور کا
سفر اپنا مقام حیرت ہے		نہ نشان راہ کا نہ رہبر کا

فقر مین شوق وصل سیم تنان
شاہ سوزان یہ کام ہے زر کا

ہوگیا شہرہ خدائی مین سخندانی کا	۱۳	مدح گر جیسے ہوا اک بت لاثانی کا

بات کرتا ہون تو جھڑتی ہین مرے منہ سے پہول		شغل گویا کہ ہے اب مجھکو گل افشانی کا
نامہ شوق مرا اوس نے کیا ہے واپس		آگیا پیش نوشتہ مری پیشانی کا
غیرت آئینہ ہر صفحہ کاغذ ہو جائے		اگر افسانہ لکھون اپنی مین حیرانی کا

یاد معشوق مین آجاتی ہین لب پر اشعار
ورنہ سوزان ہے کسی شوق غزلخوانی کا

حاشا کہ مجھکو خوف ہو روز حساب کا	۱۴	یا خواہش ثواب ہو یا ڈر عذاب کا
معنے ہے جسکے راز دو عالم ہو منکشف		وہ لفظ ہو مین قدرت حق کی کتاب کا
کیونکر نظر نہ آئے وہی نور ہر طرف		ہر ذرہ مین ظہور ہے اوس آفتاب کا
گردش مین آسمان تزلزل مین ہے زمین		ادنی سا یہ اثر ہے مری اضطراب کا
کرتے رہے سوال نکیرین گور مین		لیکن یہان دماغ کسے تہا جواب کا

سوزان نہین ترحم ابرو یہ چشم مست
رکھا ہوا ہے طاق مین ساغر شراب کا

دم ہے سینہ مین تشنہ قاتل کا	۱۵	نالہ دل ہے نالہ بلبل کا
عشق وہ موج خیز دریا ہے		کہ پتا ہی نہین ہے ساحل کا
کیسی خانہ خرابی اسنے کی		ہائے خانہ خراب اس دل کا
مار ڈالا تری جدائی نے		سنگدل نام ہو گیا سل کا
دل پرسوز وہ ہے جان افروز		کشتہ ہون صبح شمع محفل کا

کشتہ ہون وہ صبح شمع محفل کا

جلتے ہین جن کی اتش دیوانے		عشق ہے اوس کسی شمایل کا
اوس پریوش سے اوڑ کے جا ملتے		یہ تقاضا ہے شوق عاجل کا
عین حسرت مین رنج کیا بارے		حیرت افزا ہے گریہ واصل کا
سہل ہے ترک ہر گناہ مگر		چارہ کیا میل طبع مایل کا
آگے سرو روان کے لے قمری		ذکر کیا سرو پای در گل کا

تم ہو پابند عقل سوزان اور
چرخ دشمن ہے بخت عاقل کا

نہ خار ہے نہ گل تر نہ باغبان اپنا	١٦	اب اس چمن سے اوٹھاتے ہین آشیان اپنا
نہ جانے پاتے تھے جس شخص کے کبھی در تک		خدا کی شان ہوا ہے وہ میہمان اپنا
تلاش کرتے ہوئے ہو گئے پچاس برس		بغل مین اپنے ہے حالانکہ دلستان اپنا
یہ ناتوان ہین کہ عنقا کی طرح دیکھئے گر		سوائے نام جہان مین نہین نشان اپنا
کہا جو مینے کہ وصف کمر مین شعر پڑہون		بگڑ کے کہنے لگے کام کر میان اپنا
غم زمانہ سے بوڑہے ہوئے تو ہونے دو		کہ دل تو فضل الٰہی سے ہے جوان اپنا
جگر ہو جان ہو دل ہو کوئی ہو قصہ		یہ کہنے کے لئے سب اپنے مین کہان اپنا

کہین تو کس سے کہین آہ درد دل سوزان
نہ کوئی ہمسخن اپنا نہ ہمزبان اپنا

مین کہان بزم یار سے ٹل جاونگا	١٧	شمع سوزان کی طرح سے یہین جل جاونگا

ہو سو ہو کر نیکو وہاں رد و بدل جاؤنگا | آج میں مستعد جنگ و جدل جاؤنگا

لطف اوسکا یہی کہتا ہے کہ خلوتی کے بیچ | لحظہ کے لحظہ میں میں آنکھہ بدل جاؤنگا

قاصد اشک کے دل ساتھ ہوا یہ کہکر | کوئی کاغذ ہون کہ میں پانیمیں گل جاؤنگا

گرم ہوتا ہے اگر مجھپہ تو ہو لے دو اوسے | موم تو کچھہ نہیں ہون نہیں کہ پگھل جاؤنگا

سنکے در پر میرے آنیکی خبر کہنے لگا | گر وہ آئیگا تو میں گھر سے نکل جاؤنگا

پانو رکھنے کا نہیں کوئی بھی لاکھہ کہیے | در پہ اوسکے نکلے میں سر ہی کے بل جاؤنگا

راہ میں مجھکو پڑا دیکھکے کہہ جاتا ہے | سر اگر تونے اوٹھایا تو کچل جاؤنگا

دیکھنا تو وہ بارق ہون اے آتش خو | اسقدر تیز نہو مجھپہ کہ جل جاؤنگا

یہی کیفیت اگر شوق شہادت کی ہے | بچ کے دانہ تہ شمشیر اجل جاؤنگا

حسن صورت پہ ہین حوران بہشتی مغرور | اوسکی تصویر لیے زیر بغل جاؤنگا

کوئی سمجھا نہ میری طرز بیان کو شوان
مر کے بیسر پہ لیکے غزل جاؤنگا

١٨

شیطان نے کہا کہ وہ بھی اک زمانہ تھا | اک ہم ہی ہم تھے اور کوئی دوسرا نہ تھا

سب طائران سدرہ میں تھا خوش زبان میں | عرش خدائے عز و جل آشیانہ تھا

وس میں تیس سال نہیں ساتہ لاکھہ سال | میرا سر نیاز تھا وہ آستانہ تھا

سر میں دوام وصل کا سودا بھرا ہوا | لب پر نشاط و عیش و خوشی کا ترانہ تھا

آدم بنا تھا خاک سے مین نور پاک سے | مجھمیں اور اوسمیں فرق ہم بیگانہ تھا

سمجھا مین اپنے آپکو یکتائے روزگار ر
حالانکہ وہ جو تسلیفہ حق خود یگانہ تھا

تھا لوح مین کہ راندہ درگاہ ہوئیگا ر
مجھکو خیال اپنے پہ اسباب کا نہ تھا

جب وقت آگیا جو ارادہ تھا سو کیا ر
سجدہ نکرنا اپنا بظاہر بہانہ تھا

بس یا تو تھا نشان کیطرح سرفراز مین ر
یا دم کے دم مین تیر بلا کا نشانہ تھا

پی جلتے ہین اب انکھہ مین بہر کے اشک غم ر
مقسوم مین ہمارے یہی آب و دانہ تھا

القصہ جو کچھہ آنکھہ سے دیکھا سو خواب تھا ر
کانون سے جو کچھہ اپنے سُنا تھا فسانہ تھا

سجدہ نکرنے پر جو ہوئے بعض معترض ر
یہ اعتراض بے سر و پا جا بلا نہ تھا

مین چاہون اوسکو اور وہ چاہے رقیب کو
جب عشق تھا تو رشک سے ہی دل مین کیا نہ تھا

طاعت پہ اعتماد عداوت سے اپنی تھا
سوزان یہ حرف موعظت اب دوستانہ تھا

۱۹
سر سے سودائے جستجو نگیا
سینہ سے داغ آرزو نگیا

خم چڑھاے تھے یا بغیر ایاغ
ایک قطرہ بھی تا گلو نگیا

ہم گئے اپنے جان سے افسوس
اے غم عشق دل سے تو نگیا

کب لب یار کے تصور مین
چشم پر آب سے لہو نگیا

آہ بوڑھے بھی ہو گئے سوزان
لیک وہ شور ہائے ہو نگیا

۲۰
پیر مغان ہی سے لڑکے چلا ہون انجانہ آؤنگا
تا در کعبہ ہر ایک قدم پر سجدہ کرتا جاؤنگا

میخانہ ہے جہاں جہاں ہاں جا کے خلاف پیر مغان — مجلس وعظ جماؤنگا میخوارونکو سمجھاؤنگا
جیسے غرقِ شراب ہمیشہ رہتا تھا میخانہ میں — کعبہ میں آبِ زمزم سے اب سو بار نہاؤنگا
بہت ہاں سر ہائی خم پہ آئندہ انشاءاللہ — خانہ کعبہ میں جا کر ہرگز سجدے سے سر اوٹھاؤنگا
کیسا جام شراب لعل اور کیسے کباب گرم — خونِ دل غذا ہوگا لختِ جگر میں کھاؤنگا

رندِ عالم سوز ہون سوزاں جب ذرا آیا خیال مجھے
دیر و کنشت و کلیسا گرجا سب کو آگ لگاؤنگا

٢١ دیکھئے جور و جفا ہوئی اودھر سے کیا کیا — اور مدارات و وفا ہوئی اِدھر سے کیا کیا
ہاں کہنا نہیں کہتا ہوں کہ بہتالی پہ — رات باتیں ہوئیں ایک شبابِ قمر سے کیا کیا
شوخی پر ہوئی کشتِ تمنا سرسبز — بادل اٹھ کے میری آنکھ سے برسے کیا کیا
دیکھتے دیکھتے ان آنکھوں کے آگے ہے ہے — غائب انسان ہوئے اپنی نظر سے کیا کیا
تیر تلوار کمان نیزہ تپنچہ خنجر — لائے قاتل کیلئے تجھے سفر سے کیا کیا
نیم بسمل مجھے جب کر کے چلا تو ہنسنے — کی ہے فریاد لبِ زخم جگر سے کیا کیا
رکھتے ہی شوق ہنر کیا نہیں سوزاں معلوم — کر کیا چرخ نے ارباب ہنر سے کیا کیا

٢٢ جور چرخ چیر سے روتا ہے کیا — غافل اس بیچارہ سے ہوتا ہے کیا
صبحدم ہے قافلہ تیار ہے — کھول آنکھیں بے خبر سوتا ہے کیا
سیلگاہ نامرادی ہے یہ دل — اس میں تخم آرزو بوتا ہے کیا
دھو سکے تو اپنے دلکا داغ دھو — شیخ منہ کو ہر گھڑی دھوتا ہے کیا

حاصل عمر دو روزہ ہے یہہ دم
اسکو سوزان رائگان کہوتا ہے کیا

وصف تنگی دہان کرتا ہے کیا	۲۳	ستر پنہان کا بیان کرتا ہے کیا
مہ جبین کیا کیا ملائے خاک مین		کیا جبر ہے آسمان کرتا ہے کیا
خانۂ ویران دل آباد کر		قصد تعمیر مکان کرتا ہے کیا
آنکھہ سے آنسو پلک پر جا پڑا		دیکھو لڑکا شوخیان کرتا ہے کیا
کھینچکر کیون مجہکو لیجاتا نہین		جذب عشق دلستان کرتا ہے کیا
عشقبازی نام جانبازی ہے دل		عشق مین پروائے جان کرتا ہے کیا
اب کوئی دم مین گلا ہے اور چھری		ہمقفس آہ و فغان کرتا ہے کیا
جائے رہنے کے نہین ہے یہہ جہان		رہنے کا سامان یہان کرتا ہے کیا
اس سے تو اے عشق ظالم مار ڈال		مجہکو رسوائے جہان کرتا ہے کیا
ہستی اشیا نہین کچھہ غیر وہم		دل مین غافل تو گمان کرتا ہے کیا

بعد مرگ اب کام کیا ہے نام سے
قبر کا سوزان نشان کرتا ہے کیا

ولہ

عاشقون پر یہہ جفا کرتا ہے کیا	۲۴	دیکھہ ارے او بیوفا کرتا ہے کیا
اے فلک کر ڈال سر تن سے جدا		مجہکو دلبر سے جدا کرتا ہے کیا

زاہد اعمالِ ریائی ترک کر — حق سے خوش طبعی کیا کرتا ہی کیا
زخم پر میرے چھڑکتا ہے نمک — اور وہ دیکھہ کے دوا کرتا ہی کیا
دردِ دل حق سے طلب بیوقوف — عیشِ دنیا کی دعا کرتا ہی کیا
دیکھہ لون اوسکو دمِ آخر ہتا — ٹہر جا پیکِ قضا کرتا ہی کیا

کہیے چل سوزاں خدا کے واسطے
ہند مین مردِ خدا کرتا ہی کیا

٢٥
ہو البریز ساقی جام میری زندگانی کا — پیاسا ہون پیالہ اشراب ارغوانی کا
یہان تنگ آ رہی ہی جان عمرِ چند روزہ سے — دماغ اخضر کسکو ہے حیاتِ جاودانی کا
مجھے دونون جہان سے کچھہ یا رب برا ہووے — محبت کا مروت کا وفا کا مہربانی کا
نہ کچھہ آغاز اوسکا ہے نہ کچھہ انجام اوسکا ہے — سنو تم جو میری بیسر و پا کہانی کا
جہان کوئی جوان دیکھا وہین سر ہوگیا اوسکے — بڑہاپے مین اوٹھایا لطف ہمنے نوجوانی کا
اگر لکھہ بھیجتا تو کچھہ یقین آتا ہے لے جیتا — یقین کسکو ہو اوس خط کے پیامِ زبانی کا
وہ آیا قبر تک روتا ہوا ہمرہ جنازہ کے — کیا حق آج ادا اوسنے ہماری جانفشانی کا

یقین ہی مجھکو کاغذ مین اوسے دم آگ لگجائی
اگر افسانہ اے سوزاں لکھون سوزِ نہانی کا

٢٦
کیون تو نے وہان سے ایدل مضطر اوٹہا لیا — بیٹھے بٹہائے کو مجھے کافر اوٹہا لیا
شوقِ اسیری آہ میرے دلمین رہگیا — صیاد تونے دام ستمگر اوٹہا لیا

مین رندکم نصیب گیا بزم مین لیک / ساقی نے جبکہ شیشہ و ساغر اوٹھا لیا
دیکھا جو مجھکو شوق شہادت مین بیقرار / کافر نے رکھکے حلق پہ خنجر اوٹھا لیا
جسوقت دل مین زور کیا درد عشق نے / فرہاد نے پہاڑ کو سر پر اوٹھا لیا
سنکر کہ تھہرا اوسکے گلے مین جو کچھہ ملا / پینے تبرک اوسکو سمجھکر اوٹھا لیا
پیمانہ ہے سجدے کے لئے کیا کعبہ کیا کنشت / جب آستان یار سے سر اوٹھا لیا
گاڑ زمین ہو سامنے جسوقت سر جھکا / جا پہنچے عرش پہ جو سر اوپر اوٹھا لیا
اس نازکی پہ حضرت انسان یہ آپنے / دو نو جہان کے بوجھ کو کیونکر اوٹھا لیا

شوق ہے اشتیاق مجھے اوس جہان کا
بیٹھے دل اس جہان سے یکسر اوٹھا لیا

۲۷
زلف سنبل کیا چمن مین دیکھ کے آئے لب غنچہ / جان پر اپنے بلا تنگ تا نہ دلائے لب غنچہ
یہ گل خندان تیری آگے ہے سیچ سیچ بولیے / کس سے انداز فغان تو نے اوڑا لئے لب غنچہ
قیمت یوسف کوئی پوچھے دل یعقوب سے / جانتا ہے کون قدر گل سوائے لب غنچہ
اوس گل رخسار کا آیا ذکر ہیچ اپنی بیٹھا لب / مجھکو کچھہ تیرے دلمین جو کچھہ آئے لب غنچہ
تو گلستان مین جو سرگرم حکایت ہو کبھی / درس عشق بلبل سیکھے گل بھول جائے لب غنچہ
آنکھہ پوچھہ اپنی لکھو پہلا اپنے جا اوٹھا کبھی / یاد گل مین بس بہتا آنسو بہائے لب غنچہ
قال اخوان الصفا ہے حال ارباب وفا / سن لب جو سے چمن مین ماجرا لے لب غنچہ
لگ رہی ہین کان ہر گل کے سرے آوازہ پر / باغ مین اب کون سنتا ہے نوائے لب غنچہ

خندۂ گل کی صدا سے بید ماغی ہے یہان
کسکو اے سوزان دماغ نغمہائے عندلیب

۲۸
ہو گئی رات سب مجھے دولتِ بیدار نصیب — یعنی اوس بت کا ہوا خواب مین دیدار نصیب
کم نصیب ایسے ہین ہم باغ جہان مین گل کیا — کہ غنیمت ہے اگر ہو خلشِ خار نصیب
ہین وہ بازارِ جہان مین ہون متاع کاسد — نہوا جسکو کبھی کوئی خریدار نصیب
زر تو کیا ہاتھ لگے حالتِ بیماری مین — مرتے مرجائین نہو شربتِ دیدار نصیب
ہم ہین اور حلقۂ زہّادِ تنگ ظرف یہان — اب کہان صحبتِ رندانِ قدح خوار نصیب
دام مین پہنسکے رہائی کیلئے کوشش کی — اور اب کیا کرین ہم مرغ گرفتار نصیب
سر قدم پر سے اوٹھاونگا نہ بے جان دئے — کرے اللہ قدمبوسیٔ دلدار نصیب
چاک سینے نکلنا تجھے لے دل رنجوری — زخم شمشیر تجھے ایسے بدنِ زار نصیب

پہول توڑا چمنِ حسن سے مینے سوزان
یعنی آج اوس کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب

ردیف تار فوقانی

۲۹
کیا ہی نورانی ہے اوس شیخ کی صورت — آگیا چاند مگر بنکے بشر کی صورت
علم و حکمت وہ ہے آئینۂ روشن جس مین — نظر آتی ہے ہر اک عیب و ہنر کی صورت
دیکھتے رہتے ہین دروازہ کو ہم چار پہر — رات بہر آنکہین کہلی رہتی ہین در کی صورت
دشتِ غربت مین ہین یادِ وطن ہے دل مین — رہتی ہے آٹھ پہر آنکہون مین گہر کی صورت

کس کے دانتون کے تصور مین رہا ہون گریان
انشو آنکہون سے نکلتے ہین گہر کی صورت

اوسکے کوچہ مین لیا ہے مری اک وحشت نے گہر
نکل آئی ہے کچہ اب اپنی گزر کی صورت

اثر درد نہ پہنچے دل نازک پہ کہین
تم نہ دیکہا کرو مجہہ خستہ جگر کی صورت

وہ تو ہے طالب زر اور مین ایسا مفلس
کہ کبہی آنکہہ سے دیکہی نہین زر کی صورت

کیا مجہے نفع ان آنکہون سے کہ پا اُنہہ قریب
نظر آتی نہین اوس نور نظر کی صورت

ہو گیا خشک لہو فکر سے پر اے سوزان
نظر آتی نہین اک مصرع تر کی صورت

٣٠

آزاد ہون مجہکو ہے مساوات
کعبہ اور دیر اور خرابات

اوس کوچہ مین سر کے بل چلونگا
پانو اور وہ جائے پاک ہیہات

اک عشق ہے سو ہوس وگرنہ
مین اور اوس شوخ چشم سے ملاقات

بد کو ہے بد اور نیک کو نیک
یہہ جائے ہے خانۂ مکافات

شام آئی تہی وہ کہ ہو گئی صبح
معلوم نہین کدہر گئی رات

اللہ ترا کلام شیرین
گویا کہ نبات ہے ہر اک بات

مین غمزدہ اور تری خوشامد
تو اور رقیب کی مدارات

ویرانہ دل مین اور یہ گنج
حیران ہون کہ ہے یہ کیا طلسمات

سوزان کر اب زیارت اپنی
تا چند زیارت مزارات

ردیف ثاء مثلثہ

٣١
آتا ہے مجھپہ لیکے وہ تیغ و تبر عبث — باندہی ہے میرے قتل پر اوسنے کمر عبث
رکھنا ہی تہا اسیر قفس عمر بہر تو پہر — اے چرخ کیون دئی تہی مجھے بال و پر عبث
بے پہونکے میرے سوز جگر رہنے کا نہین — دریا بہا رہی ہے تو اے چشم تر عبث
مفلس ہون نہین دہرا ہی میری پاس کیا رکہون — تم مجھسے رکھتے ہو طمع سیم و زر عبث
سودا مذاق شعر کسیکو یہان نہین — تم میر جان کہاتے ہو خون جگر عبث

ردیف جیم تازی

٣٢
کیون ہی برنگ غنچہ گل دل گرفتہ آج — اے نوبہار حسن ترا خوش تو ہے مزاج
نقد وفا سے کیسہ دل ہے بہرا ہوا — پر تجھے کیا ہو جو اسکا یہان رواج
جانبر نہونگے اس مرض بد سے ایکہم — اے چارہ ساز کسلیے کرتا ہے تو علاج
ہم بادشاہ کشور سودا ہین اے فلک — زیبا ہے داغ سر پہ ہمارے بجائے تاج
سودا کو دیکھا مست فقیرونکی طرح — کاسہ لیے کہڑے تہے در میکدے پہ آج

٣٣
لڑ گیا مجھسے میرا دلدار آج — زندگانی سی ہی دل بیزار آج
اے جنون مین بہی اگر دیوانہ ہون — کوئی دنیا مین نہین ہشیار آج
سو لوہی تو تحفل زندان مین آ — ہم بہی دیکھین جبہ و دستار آج

سو رہا ہے بیخبر تنہا وہ شوخ
ہان مدد اے طالع بیدار آج

کاش مین ہوتا معالج یار کا
کہتے ہین اوسکو کہی بیمار آج

مین نچھوڑونگا کبھی ہو سو ہو
ورنہ پورا کیجیے اقرار آج

رونق افزا وہ گل خندان ہوا
بزمگہ ہے غیرت گلزار آج

کر رکھا ہے شہر کو گنگا کی نہر
کیا ہے قصد اے چشم دریا بار آج

دیکھتا ہون مین تو اے شیوان میرا
کوئی دنیا مین نہین غمخوار آج

۲۴

رہنے لگا ہے رنج و غم یار بیطرح
دل کو لگا ہے آہ یہ آزار بیطرح

عاشق میری طرح تو نہین ہو گیا کہین
تم عاشقانہ پڑھتے ہو اشعار بیطرح

اے چشم شوق مژدہ کہ جلتی ہے انقلاب
روشن ہوئی ہے آتش رخسار بیطرح

واحسرتا کہ یار کے اور اپنے درمیان
حائل ہوا ہے پردۂ پندار بیطرح

کس طور سے چھڑا لیے اپنا گلا کہ اب
دلسے زبان پہ آتی ہین اسرار بیطرح

کسسے کہون نہین آہ کدہر جاؤن کیا کرون
ہے بیقرار آج دل زار بیطرح

گو پیشتر بہی بند محبت مین دل آ تہا
لیکن ہوا ہی اب کے گرفتار بیطرح

واعظ شرابخانہ سے عزت کو لیکے بہا
پہرتے ہوئے ہین رند قدح خوار بیطرح

شیوان کو جسطرح سے گہرین بار بار جلد
سرگرم گریہ ہے پس دیوار بیطرح

۳۵

وہ تو ایسا کبھی نہ تھا گستاخ ۔ اوس کو غیروں نے کر دیا گستاخ
مین نے جھلا کے جب کہا اک دن ۔ شوخ بے باک بیوفا گستاخ
ہنسکے کہنے لگا کہ چپ ہو جا ۔ بد زبان ڈھیٹ بد بلا گستاخ
اوس کو کہنا ہے کچھ نہ چاہیے تھا ۔ کہنے سے اور ہو گیا گستاخ
سو رہا تھا وہ رشک گل کس نیند ۔ ہے بڑا قاصد صبا گستاخ
کی جو بے اختیار مین نے آہ ۔ آپ کہنے لگے بھلا گستاخ
شب جو مین نے سوال بوسہ کیا ۔ بولے خاموش او گدا گستاخ
اپنے کو جانتے ہین فاعل فعل ۔ لوگ کہتے ہین یا خدا گستاخ

دیکھ کے اون کو ہنس دیا تو کہا
ابتو سوزان ہی ہو چلا گستاخ

۳۶

ہون شیفتۂ رنگ گل روے محمدؐ ۔ سودا زدۂ سنبل گیسوئے محمدؐ
مرتا ہون ذرا میری طرف بھی نظر لطف ۔ صدقے ترے اے نرگس جادوئے محمدؐ
کس لطف سے توڑا ہے در قلعۂ خیبر ۔ مولا علی اے قوت بازوئے محمدؐ
مین اور زیارت کے لئے کعبہ کو جاتا ۔ تھا قصد طواف حرم کوئے محمدؐ
زاہد حجر الاسود کعبہ سے نہین کام ۔ ہون عاشق خال تہ ابروئے محمدؐ
رحمت کی نظر کیون نہو سب خلق جہان پر ۔ ہے خوئے خداوند جہان خوئے محمدؐ
جس طرح دل اہل خدا سوئے خدا ہے ۔ اس طرح سے ہے روئے خدا سوئے محمدؐ

آتی ہے مدینہ سے مگر باد بہاری		ہر گل سے مجھے آتی ہے خوشبوئے محمدؐ

رُتبہ دو جہاں بندۂ طوبیٰ جاں ہیں
سوزاں سے ہے غلام قد دلجوئے محمدؐ

ردیف ذال معجمہ

جب نزاکت سے نہ پہنا تعویذ	۳۷	اوس نے گھبرا کے اوتارا تعویذ
کھولتا کیوں ہے بندھا رہنے دو		تیرے بازو پہ ہے زیبا تعویذ
آپ کب تک نہ محبت کرینگے		کہیں سے لا دونگا حُب کا تعویذ
مجھکو اوس شوخ نے جو بھیجا خط		جان کا اوسکو بنایا تعویذ
ہوگیا اور زیادہ دشمن		پیر جی خوب دیا تھا تعویذ
حضرت خضر اسے دہولاؤ		ہوگیا یار کا میلا تعویذ
اوس پری کی ہے طبیعت ناساز		کاش آتا مجھے گنڈا تعویذ
ایک شہ حسن پہ میں مرتا ہوں		قبر کا ہوگی سرہانا تعویذ

یا رب ہو گرم وفا میری طرح
لکھدو سوزاں کوئی ایسا تعویذ

ردیف راے مہملہ

وہ سکیں ہیں جنہیں پاین مکتب سے نکلکر	۳۸	پہنچتے ہیں میخانے گہر سے نکلکر
چلا ہے وہ شوخ تیغ اوٹھا کہ لیکے		شرر ہوتے دامن پکڑلے ادہر کر

یہہ برسات کی رات کیا ہی مبارک
اندھیرے مین اوس پہ گرا مین پہسل کر

میرے آنسو اوسکو پینے گئے ہین
تامل ذرا کی ذرا اسے اجل کر

۱۰

ہوا عاشق اوس پہ شروع جوانی
پڑا کس مصیبت مین ناز و نسے پلکر

چہڑا کر چوتا ہون کو وہ شوخ بیباک
کہڑا رہ گیا ہاتہہ سے ہاتہہ مل کر

بہت ہی ثناخوان ہین حور وکے واعظ
کسی روز دیکہینگے جنت مین چلکر

یہہ کیا حال ہے اے دل خون گرفتہ
رہ عاشقی ہے قدم رکہہ سنبہل کر

مضامین عشق ایسے لکہہ گرم سوزان
کہ دیوان بہی خاک ہو جائے جلکر

۳۹

یہہ نالان جو ہے شاخ گلہائے تر پر
سبب مجہے الفت آتی ہے اس جانور پر

قدم اوسنے رکہا ہی تہا آکے در پر
کہ شادی برسنے لگی سارے گہر پر

مجہے حیرت آتی ہے شمع سحر پر
کہ ہنستی ہے اور مستعد ہے سفر پر

خدا جس کو چاہے غم عشق بخشے
یہہ دولت نہین منحصر زور و زر پر

ملا تہا مجہے مولوی رستہ مین
کتابین بہی تہین کچہہ لدین اک خر پر

مجہے خاک سر پر اوڑاتے جو دیکہا
بگولا اوڑانے لگا خاک سر پر

پہڑکتا ہون کیسے پڑا مین قفس مین
بس اب ہم صیاد اس شکستہ پر پر

ہوئی جاتی ہے چہرہ اوس کے آگے
مجہے غصہ آتا ہے اپنی نظر پر

گیا ہے وہ بت سنکے آواز اس کی
خدا کا غضب آئے مرغ سحر پر

بشارت اوسی کی نہ تہی آج سوزان
ہماری طبیعت بہی تہی شور وشر پہ

نکلا تہا زبان سے میری چہا ابہی کچہہ اور ۴۰ جادو مری منہہ سے سینگا ابہی کچہہ اور
اے ساقی گلفام پلایا تو مجہے جام مین رندی آشام ہون پیاسا ابہی کچہہ اور
اس ملنے سے ہوتا ہے کہین خوش دل محزون لینا ہے غم ہجر کا بدلا ابہی کچہہ اور
مدت ہوئی قاصد سے بہی کہتے کہ وہ جا باقی ہے خط شوق مین لکہنا ابہی کچہہ اور
توبہ کا ارادہ تو ہمارا بہی ہے ای شیخ لیکن ذرا آجائے بڑہاپا ابہی کچہہ اور
کیا کیجے نظر زلف ورخ حور پہ رضوان باقی ہے سر رفتہ مین سودا ابہی کچہہ اور
بر آئے تمنائے ملاقات تو لیکن باقی ہے میری دل مین تمنا ابہی کچہہ اور
درزی بچہ سے کرتے ہین شیخ جی وہ بات جاننے وہ ذرا سوئی مین تاگا ابہی کچہہ اور
کچہہ کہیے تو کہتا ہے وہ بنگالی کا لونڈا جا ہمنے سنینگا نہین سالا ابہی کچہہ اور

ہر لحظہ ترقی پہ ہے بیمار لیے سوزان
احوال طبیعت ابہی کچہہ تہا ابہی کچہہ اور

ردیف زای معجمہ

(۱) نہ دل آتا ہے جستجو سے باز نہ موافق ہے طالع ناساز
محو ذوق سماع ہون اب تک یا الہی یہ کس کی تہی آواز
حرکات جنون ہین او مجنون طنز ہے اور لیلی طناز

گر مسیحا ہے وہ تو مین مردہ	گر ستمگر ہے وہ تو مین جانباز
غمزہ اوس کا ہے سربسر جادو	سحر اوسکا ہے سربسر اعجاز
اُف رے بُت تیری نازکی یہ ادا	واہ رے نازنین ترا انداز
طائر روح کو کرون قربان	اگر ملے وہ ترک تیرانداز
وہ ہے اور آگ کی طرح گرمی	مین ہون اور مثل شمع سوز و گداز

گلشن دہر سے چلا سوزان
ہائے وہ رشک بلبل شیراز

ردیف سین مہملہ

چمن مین زاغ و زغن عندلیب اسیر قفس	۱۲	یہ ظلم و جور بس اے آسمان ظالم بس
نوا سے پہر پہر آتا ہے مجہکو کیون بن بن		نہ نالہ دل مجنون ہو نہین نہ بانگ جرس
جو ہوشیار ہو دیکہے وہ کام کی پہلو		جو مست ہو اوسے کیا ہو خیال پیش و پس
بنا کلال ہیر خاک سے پیالہ ہی		کہ مر گیا لگی میرے جیسے مے کی ہوس
حریف بلبل خوش لہجہ ہو نہین سکتا		اگرچہ باغ مین کوا ہے ہزار برس

جناب عشق مین کیا دخل عقل اے سوزان
کہ وہ تو آتش سوزندہ ہے یہ خار و خس

لیچلو مجہکو اوسی دلبر خونخوار کے پاس	۱۳	یار عیار دلازار ستمگار کے پاس
دل دکہاتا ہے تو اوسی مین ہی وہ آتا ہے		مین تو جاتا ہون اوسی شوخ دلآزار کے پاس

پاس اوسکے بیٹھنے دیتا نہین پیر مغان		بیٹھ جاتا ہے کوئی مست جو ہوشیار کے پاس
زخم دیرینۂ دل تازہ نکر تو صیاد		برگ گل ڈال نہ مجھ مرغ گرفتار کے پاس
ای صبا دیجیو یہ میری طرف سے پیغام	قطعہ	دل میرا آنجھکو ملے گر کہین دلدار کے پاس
مین غم ہجر مین یہان خون جگر کہاتا ہون		تو شب روز اوڑاتا ہے مزے یار کے پاس
دیکھنا تو بھی کہ کیسی تری لیتا ہون خبر		کبھی تو آئیگا مجھ غمزدہ زار کے پاس
میل معشوق بھی عاشق کی طرف ذاتی ہے		اوڑکی جاتی ہے متاع اپنی خریدار کے پاس

جان دیتا ہون مین اوس گل کی ہنسی پر سوزان
قبر ہو میری کہین قہقہہ دیوار کے پاس

ردیف شین معجمہ

جسدم ہجوم یاس سے آتا ہے دلمین جوش	لہ	دیتا ہے آکے مژدۂ رحمت مجھے سروش
آتا ہے دل سے میرے حقیقت زبان پر		پر آہ کیا کرون کہ نہین گوش حق نیوش
ساقی پلا حساب پلا ساغر شراب		یہان کون اب حساب کرے اورکسکو ہوش
دیکھون تجھے کہ بات تری سنو کچھ سنون		ایسی بھلا کہان ہین میرے بخت چشم و گوش

پیر خرد سے مجھکو چھڑایا پلا کے مے
سوزان نہ ہوون گا کبھی احسان مے فروش

ردیف صاد مہملہ

تونے زاہد جسے سمجھا اخلاص	ع ٥	غور کر سے وہ ریا یا اخلاص

بزم رندان مین نہ آیا کر شیخ
چل نکالا ہے کہاں کا اخلاص

دیکھیئے مخلص ہین آخر کار
کیا دکہاتے یہہ تمہارا اخلاص

سب کی مکب جہان کی تا قاف
اس زمانہ مین ہے عنقا اخلاص

صدقے اخلاص محبت کے خدا
اپنے سوزان کو ذرا سا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

١٤٦
وہ نہین ہے تو نہ مسکن سے غرض
نہ ہمین پردہ نہ چلمن سے غرض

علم و حکمت سے ہے آراستہ دل
کیا ہے آراستگی تن سے غرض

مجھکو کافی ہے ہولئے در دوست
آنجو سے ہے نہ گلشن سے غرض

مسی مالیدہ وہ لب کافی ہین
کیا مجھے غنچۂ سوسن سے غرض

عشق تر سا بچہ کا خانہ خراب
کیا پڑی تھی مجھے لندن سے غرض

ناصح ایسی ہی مصیبت ہے پڑی
ورنہ کیا تھی مجھے شیون سے غرض

آپ کیون پوچھتے ہین مجھسے آج
آپ کو کیا مرے مسکن سے غرض

ہر جگہہ ہے متجلی وہ ذات
کیا مجھے وادی ایمن سے غرض

مہر و کینہ سے ہون سوزان آزاد
دوست سے کام نہ دشمن سے غرض

١٤٧
دیوانہ ہون مین کیا ہے مجھے گھربار سے غرض
انسان شہر و کوچہ و بازار سے غرض

مست مئی الست ہوں میں مجھکو تا ابد
نے خم سے غرض ہے نہ خمار سے غرض

دیتی رہی ہے قبضۂ دنیا پہ خلق جان
رکھی نہیں تو ہمنے ہی مردار سے غرض

رضوان نہیں ہے شوق بہشت اپنا کام
عاشق ہوں صرف مجھکو ہے دیدار سے غرض

تو سیر کر کے جلدی ہے رنگ ہوا شتاب
کچھ اس چمن کی رکھ نہ گل و خار سے غرض

دیکھیں نہ اوسکو جائیں نہ اوسکی گلی میں ہم
نے گل سے مدعا ہے نہ گلزار سے غرض

سوزان بری ہیں ہیں نہ بھلی ہیں کسیکی ہم
اغیار سے غرض ہے نہ کچھ یار سے غرض

ردیف طاء مہملہ

۱۸

لطف ہے جوں ہی ادھر سے جائے خط
پیک یار آجائے اور لے آئے خط

ناتوان ہوں میں لفافہ میں ہوں بند
گر مجھے بھیجائے قاصد جائے خط

ایک کا بھیجا کبھی تمنے جواب
سیکڑوں یہاں تمہیں بھیجا خط

جس نے دیکھا آپ کے خط کو کہا
ہائے الفاظ و معانی ہائے خط

تم تو دیوانے ہو سوزان لکھتے ہو
اوس پری رو کو نہیں پرواے خط

ردیف ظاء معجمہ

۱۹

بس نہ باتیں بہت بنا واعظ
کہہ دیا تجھکو یہاں سے جا واعظ

وہ حدیث شباب ہی ہے یاد
ہاں ذرا آنکھ تو ملا واعظ

یا تو لاتا ہوں میں شراب اور یا — تو شراب طہور لا واعظ
بزم رندان مست میں لائی — تجھکو شاید تری قضا واعظ
توڑ ڈالی شراب کی بوتل — یہ غضب تو نے کیا کیا واعظ
اک دن ایک مست کو ستایا تھا — جب سے کچھ ہو گیا سڑا واعظ
دل کو کھایا غم جدائی نے — مغز کو تیرے کھا گیا واعظ
کوئے جانان سے عشق رکھتا ہون — ذکر جنت سے مجھے سنا واعظ
مے پرستی لکھی تھی قسمت میں — اس میں کیا ہے مری خطا واعظ

سیکڑے سے وہ آتے ہیں سوزان
دفتر وعظ کو اوٹھا واعظ

ردیف عین مہملہ

(۸)
دیر و کعبہ کیا جہان تیری خبر پاتی ہے شمع — صورت پروانہ اوڑکر تسکو وہان جاتی ہے شمع
یون نظر آتا ہے پردہ میں تعین کے وہ نور — پردۂ فانوس میں جیسے نظر آتی ہے شمع
رات کو رہتی ہے جبتک شام میں سو پیچ و تاب — کس قدر اپنی رخ روشن پہ اتراتی ہے شمع
گر نہیں غم دوری پروانۂ جانسوز کا — رات بھر فانوس سے کیون سر کو ٹکراتی ہے شمع

سد قع فانوس اوڑتا دیکھکر پروانہ کو
کچھ تو ہے سوزان کہ آتا اس سے شرماتی ہے شمع

ردیف غین معجمہ

ای دل بہار آگئی بدلا ہے رنگ باغ	قطعہ	آواز بلبل آنے لگی جا سے بانگ زاغ
گلشن ہوا ہے غیرت عشرت سرای جم	۵۱	ای گل غنچہ گریباں پھٹا ہے بطرز صورت چراغ
دامان دشت و کوہ بھرا لالے سے خوشنما		دہ وقت ہے کہ ہو کے بھی گل سے باغ باغ
اور اپنے ساتھ لیجئے کسی گلعذار کو		چلئے ہمیشہ رنگ ہوا سوئے باغ و راغ
مانند لالہ گرچہ ہے ظاہر میں رنگ سرخ		پر سوز غم سے رکھتے ہیں پوشیدہ اپنے داغ
ہم فراق سے کبھی روتا ہوں زار زار		ذوق وصال میں کبھی ہوتا ہوں باغ باغ
گر جان جائے راہ طلب میں تو جائے پر		ای کاش کچھ بھی لگے مقصود کا سراغ

سوزاں امیر ہو تو میری جان کیا کرے
یہ فقر و فاقہ اور یہ ترا یہ دل و دماغ

ردیف فا

جا جا کے روز کوئی دلارام کی طرف	۵۲	رو رو کے دیکھتا ہوں در و بام کی طرف
تنہا اسکے دل میں شوق اسیری بھرا ہوا		میں آنکھ بند کر کے گرا دام کی طرف
اس بزم میں کسی سے خالی دھرا ہوا		کوئی نہیں دیکھتا ہے سر سے جام کی طرف
یا پیش ہجر میں گیا ہے وہ کام جاں		دل بھی نہیں ہے کسی کام کی طرف

سوزاں ادا وہ دور ہے جاتا ہے کہا
جاتا ہوں رو دم شکر اسلام کی طرف

ردیف قاف

۱۳۰

کیا بیان کیجیے کہ کیا ہے عشق | رہنمائے رہ خدا ہے عشق

بو علی نے شفا مین لکہا ہے | کہ مرض ہے خود شفا ہے عشق

کلک قدرت نے اے نصیحتگر | میری تقدیر مین لکہا ہے عشق

جب سے ناصح نے کچہہ نصیحت کی | دل مین اوسوقت سے سوا ہے عشق

کون ہے جو ہے عشق سے خالی | سارے عالم مین بہر رہا ہے عشق

کبہی ہوتا نہین ہے دل ہشیار | یا الٰہی کوئی نشا ہے عشق

دم مین کرتا ہے قلب ماہیت | حق مین انسان کے کیمیا ہے عشق

حق سے ہمکو ملا دیا سوزان
یار اپنا تو رہنما ہے عشق

۱۳۱

رکہتا ہون دل کے شوق مین جان بدن سے شوق | ورنہ نہ شوق جان ہے کچہہ تن سے شوق

ای عندلیب تو جو گیا آ کے روئین ہم | تجہکو ہے گل سے شوق ہمی گلبدن سے شوق

دیکہین تو اوسکو جائین تو اوسکے گلی مین ہم | نے دید گل سے شوق نہ سیر چمن سے شوق

کیون دینگے دل کسی بت حبشی مزاج کو | ایسا ہے ہوئیگا تو کرینگے ہرن سے شوق

چہوڑینگے الفت خط سبز شکر لبان | اب ہم کرینگے طوطی شکر شکن سے شوق

سوزان سناو ہمکو کچہہ اشعار طبع زاد
سنتے ہین ہم کہ تمکو ہے شعر و سخن سے شوق

ردیف کاف

٥٥
بے طاقتی سے پہنچا احوال اب بیان تک | آتی ہے بات دل سے اک عمر مین زبان تک
اس دشت پر خطر سے پیوستہ خاک اپنی | لیجائے باد صرصر شاید کہ کاروان تک
تا شاخ گل تو آئی یہہ عندلیب بے پر | اب یہان سے اسکو جانا مشکل ہے آشیان تک
یہہ رنج دوری گل اور یہہ غم اسیری | اب ہمصفیر جانا معلوم گلستان تک
کس کے لئے نہایا ہے خون مین گل تر | کس کے شہید غم مین لالے سے ارغوان تک
ہو کر ہوا رقیب پر فن سے مجھے اڑا دے | گر خاک ہو کے پہنچون بالفرض بوستان تک
حاصل فروتنی سے کی مین نے سربلندی | فی الجملہ خاک ہو کے پہنچا ہون آسمان تک
پروائے زر نہین ہے اوس سیمتن کو ورنہ | مین کیا کہ اہل دل سب حاضر ہون لیکے جان تک

سوزان طریق صلح کل اختیار کیجے
اہل جہان سے حضرت جنگ و جدل کہان تک

ردیف کاف فارسی

٥٦
ساقی قدح شراب گلرنگ | مطرب نغمات دلکش آہنگ
حاصل کعبہ کے جانے سے کیا | رنج سفر ہزار فرسنگ
بتخانہ مین کیا دہرا ہے پتہر | بیفائدہ ہے پرستش سنگ
اوسکی ہے کچھ طلب تو کیجے | دریا ہے خانۂ دل تنگ
وہ عاشق رند ہون کہ جس کو | ہے عار سے عار ننگ سے ننگ
کیا کام اوسے آشتی سے جس کو | ہے جنگ سے صلح صلح سے جنگ

میں کیا ہوں کہ آئینہ جو دیکھا — وہ سنگدل آپ رنگیا ڈنگ
گرچہ یوسف گران بہا تھا — لیکن اوس بت کے آگے پاسنگ

سوزاں دیکھے مگر وہ خود بین
آئینۂ دل سے دور کر زنگ

ردیف لام

۵۷
نہ وہ میہان اگلے سے آنیکے قابل — نہ ہم ضعف سے دل کے جانیکے قابل
نہ وہ وقت ہے اور نہ وہ دل کہ دیں گیا — ہوے گرچہ ہم دل لگانیکے قابل
کہوں شمع میں قصۂ درد دل کیا — نہیں ضعف سے لب ہلانیکے قابل
کسی سے شنا اپنا چھپا کر جلے میں — نہیں ہم ہے منہ دکھانیکے قابل
اسی سے ہے نیرنگ گنج دو عالم — یہ ہے نقش ہستی مٹانیکے قابل
فلک خاک میں کیوں نہ مجھکو ملاتا — کہ تھا خاک ہی میں ملانیکے قابل
مجھے پہلے کیوں ذوق عشرت چکھایا — جو میں تھا غم و غصہ کھانیکے قابل
مجھے کس لیے یہ زمانہ دکھایا — فلک میں نہ تھا اس زمانیکے قابل

لگانا نہ مشتاق دنیا کو سوزاں
یہ تجھسے نہیں شے لگانیکے قابل

۵۸
نہ ہم بزم جاناں میں جانیکے قابل — نہ اپنا گھر اونکے بلانیکے قابل
صنم اسکی میری جان قدر پہچانی — اگر ہم بھی ہوتے دل لگانیکے قابل

دیا میں نے دل ایک وہ شین کو	میرا احوال دل ہے چھپانے کے قابل
گر اے قصہ خوان تو سنا کسیکو	تو میرا ہے قصہ سنانے کے قابل
قدم تو قدم ہے میں آنکھوں سے آتا	جو ہوتا ترے در پہ آنے کے قابل
پھنسے دام میں لاکے صیاد تو از	نہیں تھا اسیر آب و دانے کے قابل
جو غم و الم کچھ بیان کر احوال جان کہے	زبان پر کہاں ہے وہ لانے کے قابل
فلک ستم گر بس کہ بٹھاتی ہے	نہیں ہے دل اس بیچ اٹھانے کے قابل

ہوا گانے کا شوق اوسے جیسے سوزان
میں اشعار کہتا ہوں گانے کے قابل

دل اسے

نہ قابل ستم و جفا کے قابل	۵۹	تو ہے اوسی بیوفا کے قابل
لے گل کہیں ہے کبھی زبانی		پیغام نہیں صبا کے قابل
سمجھا ہے جسے حسن قابلیت		حبیب سے ہوئے بیٹھے ثریا کے قابل
وہ آیت رحمت خدا ہے		عشق اہل خدا کے قابل
ہے درد ونا سون نہیں میں		چرخ اس ستم جفا گر کے قابل

سوزان ہے علاج عشق ناحق
یہ درد نہیں دوا کے قابل

ردیف میم

چمن میں آج نکلے پہن جیسم	۶۰	کہ ہوتے شوخ شال یار گلی چشم

وہ دید گل وہ خیال بہار عمر رواں
برنگ کاکل سنبل ہوا جو دل برہم

سحاب دیدۂ تر اسطرح برسنے لگا
گہٹا برستی ہے ساون کی جسطرح چھم چھم

یہہ حال تہا کہ لب غنچہ سے صدا آئی
کہ اے بہار گلستان عالم و آدم

تو اسطرح سے نکر زینہار دل بہاری
کہ دل ہزار سے ہے اور یہان بلا و غم

یہہ سنکے بیٹے کہا سچ ہے لیک کیا کیجے
کہ ایک جان ہے اور سو ہزار رنج و الم

کہا وزیر شہ ملک سے کہہ اپنا حال
کہ وہ ہے بادشہ کشور سخا و کرم

یہہ سنکے چند قدم اوس طرف چلا ہوگا
کہ اونکے بہائی ملے با ہمت قدم

عجیب حال کچہہ اونکا مجہے نظر آیا
پیوئیں آب حیات اور دلکے اندر سم

اور ایسی سمجہی ہوئی کچہہ دور عالم تک
موافق اسکی رہیگا اسیطرح عالم

اسیطرح سے ہمیشہ رہیگی دولت عمر
اسیطرح سے ہمیشہ رہیگا جاہ و حشم

خبر بہی ہے تجہے اوست بادۂ غفلت
کدہر وہ جام گیا اور کسطرف ہے جم

کہاں گیا ہے وہ اقبال و جاہ کیخسرو
کدہر گئی ہے وہ زور آزمائی رستم

کہاں جناب سلیمان کدہر گئی بلقیس
کہاں وہ تخت وہ انکی کہاں وہ خاتم

کیا ہے غیرت لقائے حق نے سب کو فنا
جو اور رہ گئی جاتا ہے انکا بہی دم

کہا ہے خوب کسی مرد حق نے یہہ قصہ
سر و بہشت پہ ناحق ہے ہجر معلم

نہیں ہے قدر محاسن تو مرد کی ہو خوب
وگرنہ نیز یہہ بہی ہے بنا ہوا پیچم

بیان کرتے تہے کیا اور کیا لگے کہنے
الہی تو یہہ پریشان بیان ہیں کنگے ہم

جو اونکی ملنے نے اوس وقت اپیہ ظلم کیا | وہ سنگ سخت بھی آئینہ پر کرے ستم

پھر آگئے دلکے بہت گھبیتے جوڑکے ہاتھ | کر آگے چلی تو اوٹھایا مگر نہ اوس نے قدم

غرض ہکانہیں آیا دلیکت حسرت | کہ دیدہ میں بھی میسر ہوا نہ دید صنم

یہہ حال دیکھکے طبع رسانے مجھسے کہا | کہ اے سخنور یکتا بالتفاق اہم

تو اور یہہ تپش و اندوہ و اضطراب قلق | تو اور حسرت و ارمان و غصہ و غم و ہم

وزیر شاہ کو جا کر دکھا یہ زخم جگر | عجب نہیں جو لگائے کچھ اس پہ مرہم

یہہ سنکے حضرت سوزاں پھر آئیں لیکن
سخن میں جنکے نئی راہ پیاسے قلم

ستم عشق سے دشمن ننگ و نام | ٦١ کہاں تک رہینگے خیالات خام

کہاں تک یہہ شست زدہ نامراد | تڑپتا رہے مثل آہوے دام

کہاں تک دل آرزو مند کو | دیا کیجیے وعدۂ صبح و شام

کہاں تک جگر خون رو رو کرون | کہاں تک کہوں دلکو میں تھام تھام

کہ بس اب لیکر خواجہ کے پاس | مدینہ میں ہو جائے حاضر غلام

اور اوس روضۂ پاک کے سامنے | ادب سے کھڑا ہوں بحسن تمام

کہوں عالم شوقین وسکے مین | علیک الصلوۃ اے نبی و السلام

بشر کو زیارت ہے گو یہاں محال | کہ ہر دم ملائک کا ہے ازدحام

شرف زیارت سے کیجے مجھے | کبھی تو ہوں دنیا میں میں شادکام

بہت حسرت ہمکلامی ہے اب
ذرا تجھسے بھی سن لیجئے کچھ کلام

بہت خاک و خون میں پہرا لوٹتا
پہرے زخم دل کو ہو آج التیام

تری روضہ کو بیٹھے دیکھا لیں اب
نہ دنیا سے مطلب نہ عقبیٰ سے کام

مدینہ سے سنوران نہیں جانے کا
بہت پہر لیا سند و چین روم و شام

ردیف نون

۱۴

تو ہے دنیا میں حسین کہہ جا کا نہیں
نہیں معشوق تو کوئی بھی وفادار نہیں

قدر بیشی قیمت سے ہوئی کم کہ میرا
جنس کا سکی طرح کوئی خریدار نہیں

ہائے بن جان دلی مجھسے بن آئے اب کیا
زر نہیں زور نہیں دل نہیں امداد نہیں

مہر و کین فلک پیر میں دل حکمت ہے
گل تو کیا خار بھی اس باغ میں بیکار نہیں

دل تو اک شوخ پہ آیا ہے مگر ڈرتا ہوں
کہ دل غمزدہ کو عشق سزاوار نہیں

گرچہ بانصیب میں نہیں پیچ میں پیا ہم بھی لیکن
زور سے یار پلا دینگے تو انکار نہیں

چشم بد دور کہ مطلوب دو عالم تو ہے
ایک عالم میں ہیں پر تیرا طلبگار نہیں

صحبت اہل خلش سے ہے تنفر ہمکو
اور [illegible] کہ [illegible] خار نہیں

فاصلہ دنیا سب جو کچھ وہ کہتا
[illegible] میں تو صحبت سے اب طاقت گفتار نہیں

میں کہاں اور دم دنیا کی صحبت [illegible]
مجھکو اب تیری دنیا سے سروکار نہیں

۶۳

اس انگہ مین طائر از کف پریدہ ہون
وحشت یہ ہے کہ سایہ سے اپنے رمیدہ ہون

ایک چوٹ دل مین لگتی ہے آواز سے میری
مین قتل گاہ دہر مین حلق بریدہ ہون

رحمت کبھی تو مجھکو بھی اے آفریدگار
کیا سچ ہی کیواسطے مین آفریدہ ہون

مانند لالہ دل پہ میرے غم کے داغ ہین
مین باغ دہر مین گلِ عشرت نچیدہ ہون

پیدا ہوا خزان مین کٹی پہر قفس مین عمر
ہون عندلیب لیک رخ گل ندیدہ ہون

جو دل مین ہے کہا نہین جاتا زبان سے
مین مثل گنگ لذتِ حلوا چشیدہ ہون

لالہ دکہا کے داغِ دل اوس گل کو بانین
بولا کہ مین غلام درم ناخریدہ ہون

اوس بہونکا انکہہ سے یہ اشارہ ہے دمبدم
تو ترک تیغ زن ہے مین تیغ کشیدہ ہون

مثلِ وحوش کل تو رم انسان سے تہا مجھے
آتی ہے دلمین آج کہ از خود رمیدہ ہون

سوزان چلا ہون پر نہین مقصد کی کچھ خبر
مین بیخبر تو قاصدِ اشک چکیدہ ہون

۶۴

لالہ کہان وہ دلبرِ گل پیرہن کہان
سنبل کہان وہ زلفِ شکن در شکن کہان

لا اسکے سامنے کسے لاتا ہے باغبان
گل کس طرف ہے سرو کدہر یاسمن کہان

جو دم یہ دید گل ہے غنیمت ہے اب پہر
مین بلبلِ اسیر کہان اور چمن کہان

آئی خزان چمن مین چلا موسم بہار
وہ رنگ گل وہ جلوہ سرو و سمن کہان

جو تجہہ مین ہے وہ لیلی سکین مین ناز کب
جو مجہہ مین ہے وہ قیس مین دیوانہ پن کہان

رتبے ہو کیون مجھے بہی انجام عشق ہے
وامق کہان ہے قیس کہان کوہکن کہان

حیرت ہے شب جس انجمن مہوشان مین تہے | وہ ہاہوش کدہر گئے وہ انجمن کہان

مین گوشۂ خمول مین سوزان خموش ہون ؛
اہل جہان سے مجکو دماغ سخن کہان ؛

٦٥
دل اگر وہ دلبر شیرین دہن ملتا نہین | حیف کیا تیشہ ہی مثل کوہکن ملتا نہین
کم نصیبی سے ہے بیکس کی میری دیکہنا | گورکو اب جا ملی تو گورکن ملتا نہین
ڈہونڈتے ہین کچھ مرقد مین مجہے منکر نکیر | مردہ لاغر مرا زیر کفن ملتا نہین
آہ مین وہ آشیان گم کردہ بلبل ہون جسے | چھوٹ کر دام مصیبت سے چمن ملتا نہین

شاہ سوزان اوسکی ملنے کے لئے زر چاہیے
رند فاقہ مست سے وہ سیم تن ملتا نہین

٦٦
مطلق ہمارے نالۂ دل کا اثر نہین | پہر ہے تیر سے سینہ مین اوبت جگر نہین
وہ مے پرست ہون نہین خرابات دہر مین | خم خشک کر دیا ہے لب تک ہی تر نہین
اے قاصد خجستہ رسائی تیری کہان | وہ رشک گل جہان ہے ہوا کا گذر نہین
رکہتا ہے کس لئے مجہے بیتاب تو فلک | مین نامراد برق نہین ہون شرر نہین
اوس چشم نیمباز کو دیکہا ہے آپ سے | ایسی گئی کہ آجتک اپنی خبر نہین
ہان جذب شوق کہینچ مجہے تو اودہر کہ مین | ناچار ہون کہ راہ نہین راہبر نہین
روشن اوسیکے نور سے ہے کعبہ و کنشت | وہ شمع دلفروز کہان جلوہ گر نہین
اوڑتا خط اپنا لیکے کبوتر کسطرح آپ | افسوس کیا کرون کہ مرے بال و پر نہین

نک

ہم ناصبور اور وہ سراپا ہی بچہ غیور
سوزاں یہی ہے عشق تو اک دو زہر نہین

۱۴

مین خاک نشین کیون ہون سیلاب رواں ہون
ایک سیل طبیعت ہے کہ لیتی یہ دواں ہون

قایم ہے جہان ذرہ سے تا مہر مجھی سے
مین کالبد خلق مین جون روح رواں ہون

کیون کر کرون دریافت کہان جاؤن الٰہی
دلدادہ جانانہ بے نام و نشان ہون

ہر عضو ہے سرگرم ثنا و صفت یار
گویا کہ ہمہ تن صفت شمع زبان ہون

گر کعبہ مین ہون تو اور اگر بتکدہ مین تو
القصہ تیری یاد مین ہون مین تو جہان ہون

غماز ہوئی روشنی طبع وگرنہ
مین تو صفت شیشہ می بند دہان ہون

تہا چرخ برین پر کہ گرا فرش زمین پر
مین گلشن دنیا مین بگر برگ خزان ہون

سوزاں کوئی پوچھے ہون سرگرم فغان مین
اک آگ میری دل مین ہے جو شعلہ فشان ہون

۱۸

مین وہ دیوانہ کہ وحشت گہ امکان مین نہین
تو وہ محبوب ہے پیدا کہ پرستان مین نہین

بندۂ عشق ہون اور صلح کل اپنا مذہب
قوم ہندو مین نہین قوم مسلمان مین نہین

ہائے اس پردہ مین وہ شوخ نوای بلبل
دلربائی کی لیاقت گل خندان مین نہین

کیا برا ہے مین جو دل سینہ داو ہم
فرق زاغ و زغن و مرغ خوش الحان مین نہین

تیرے اغماض نے آخر نہ کہین کا رکھا
تجھسے کہتے نہ تھے ہم دیکھیے کچھ جان مین نہین

مجھکو محفل مین نہ دیکھا تو وہ گل کہنے لگا
بلبل نغمہ سرا آج گلستان مین نہین

متمتع کرا دی باغ جوانی سے جلد　　جو مزا آج ہے کل سیب زنخدان مین نہین

جیسے بیمار کو تکلیف غزل دیتے ہین
رحم سوزان دل یاران زنخدان مین نہین

۴۹
ہما وس سے ہمسری کرتا تو ہے جمال نہین　　دہان و گوش نہین خط نہین ہے خال نہین
یہ میکدہ ہے کہ یہان مست حال ہے شیخ شہر　　نہ مدرسہ کہ یہان غیر قیل و قال نہین
جو لیتے ہو تو یہ حاضر ہے نقد جان لے لو　　نہین تو خیر مرے پاس گنج و مال نہین
کمر کو یار کی دیکھا کیئے دکھائی نہ دی　　غرض کچھ ایسی وہ باریک ہے کہ بال نہین
ہمین چلے گئے ڈرانہ ورنہ ہر کوئی　　طریق عشق مین رکھے قدم مجال نہین
بہت ہی سیر چمن کا ہوا ہے شوق ابھو　　جب آکے سنتے ہین گھر مین وہ نونہال نہین

کسی کے عشق مین تھا شوق شعر سوزان اب
وہ دل نہین وہ دماغ اور وہ خیال نہین

۵۰
آزادہ جہان ہون مرے پامین [illegible] کہان　　مین سرو کا درخت ہون مجھ مین ثمر کہان
جس جا پہ دیری ہے فرشتے پہ جلین　　اور ہم تو آدمی ہین ہمارا گذر کہان
خانہ خراب ہو دل خانہ خراب کا　　رخصت ہوئی کہ چھوڑ دیا گھر کو گھر کہان
خود رفتہ جمال معانی ہوا ہے دل　　اب التفات جانب حسن صور کہان
نے قیس عامری ہے نہ فرہاد ہے نہ نل　　یارب گئے یہ مردم شوریدہ سر کہان
کہتا ہے شیخ کعبہ مین برہمن دیر مین　　ملتا ہے دیکھئے وہ بت عشوہ گر کہان

ہمسے زیادہ تر ہی اوسے حال کی خبر
ہم کہتے تھے کہ اوسکو ہماری خبر کہاں

دن بھی پھرینگے دلکی مراد بھی آہی جائیگی
سب کچھ تو ہوئیگا یہ جوانی مگر کہاں

سوزاں تو اب بڑھاپے مین آیا ہے میکدے
کمبخت بدنصیب رہا عمر بھر کہاں

(۱۳)
ابھی تو اوسی بیکس کے کوچے سے ہم آتے ہین
ہمین کیون حضرت دل آپ دیوانہ بناتے ہین

حرم مین گر کہا ہو لے نہین دیتے نہ دین حضرت شیخ
کہ اہل میکدہ تو ہمکو آنکھون پر بٹھاتے ہین

یہ کس گل پیرہن نے آج گلشن مین قدم رکھا
خوشی سے پہول جامہ مین نہین پہولے سماتے ہین

کوئی مجھ مردہ دلکو بھی دل مردہ کو لیجاؤ
سنا ہے وہ لب جان بخش مردونکو جلاتے ہین

جزاک اللہ وعظ اچھا کہا اب رخصت اے واعظ
کہ وقت میکشی آیا ہے ہم میخانہ جاتے ہین

نہ ہیچ نخل بار آور ہون نہ گنج گرانمایہ
مجھے کیون اہل دنیا خاک مین یا ملاتے ہین

گل نوخاستہ کو دیکھکر چھاتی بھر آتی ہے
کہ کچھ کچھ تو کسی بے مہر کی ہم بو بھی پاتے ہین

غنیمت ہے اوس آتش پارہ کا دم شہر مین سوزاں
کبھی گر جا نکلتے ہین تو آنکھین سینک آتے ہین

غیر مفسد کا تیری گھر مین قدم اچھا نہین
ہان نکال اسکو تری سر کی قسم اچھا نہین

لطف کم کیجے کہ اس بندہ کے حق مین آپ کا
اب ستم اچھا ہے اور لطف و کرم اچھا نہین

مارنا اور زندہ کرنا تیری ہی تو ہاتھ ہے
بس یہ دعوائے خدائی اے صنم اچھا نہین

اوسمین کیفیات گیتی اسمین حال زمان ہین
میرے دلکے شیشہ سے ہان جام جم اچھا نہین

ہمنے کی ہے اک زمانہ مین مقام دل کی سیر — دیر تو کیا چیز ہے اوس سے حرم اچھا نہین
لا کہہ اچھی ہے ستمگاری ہزار اچھا ستم — اے ستمگر لیکن اتنا بھی ستم اچھا نہین

حق تعالیٰ غم کسی کو دے تو مضمون عشق
ورنہ دنیا کا ہو یا دین کا ہو غم اچھا نہین

ہم ہین بہروپیے سو روپ بدل سکتے ہین — توبہ توبہ یہ کوئی آپ سے چل سکتے ہین
چرخ ناکردہ گنہہ قید ہین یوسف کیطرح — ہم بھی زندان سے کسی طور نکل سکتے ہین
صورت نقش قدم ہمنے پکڑلی ہے جگہہ — اب کوئی آپکے دروازے سے ٹل سکتے ہین
یوسفی لوگ ہین اے شیخ اگر کچہہ بھی نہین — پوست کیطرح سر شان کا ل سکتے ہین
جسطرح آپ وچیلے لگے گانا سن کر — ہم بھی اس طور تو اے شیخ اچھل سکتے ہین
ہم ہین دریاے سخن موج مین آجاوین اگر — منہ سے مانند صدف موتی اوگل سکتے ہین

شمع کا سا نہین جلنا اگر آتا سوزان
خیر پروانہ کی مانند تو جل سکتے ہین

میری خدا نخواستہ ہمسے ہنسی نہین — کچہہ ایسی بات جیت نہین دل لگی نہین
اونکے بغیر امید مجھے جینے کی نہین — وہ چاؤن چاؤن کرتے ہین یہان چین جی نہین
شوق مئی طہور ہین تائب ہین مے سے شیخ — پاگل نہین جنونی نہین کچہہ سڑی نہین
دیکہا ہوا ہے یوسف یعقوب بھی مرا — خیر آدمی ہے حور نہین ہے پری نہین
واعظ شراب چہوڑ کے مین پارسا نہون — اسباب کی تو عقل مری مقتضی نہین

تم کیوں پرائے گھر میں چلے آئے بے کہے
ایسی تو تم سے رسم ملاقات بھی نہیں

آنکھوں کو یار کی میں ہرن سے مثال دوں
ان شاعروں کی طرح سے کچھ گاودی نہیں

یوں مجھ سے پیش آتے ہیں آگے رقیب کے
گویا کہ اونسے رسم ملاقات ہی نہیں

جب تخلیہ میں اونسے کہا کچھ بھی کہا
جلدی پڑی ہے کام کی پھر وا بھی نہیں

سوزاں کو آپ کہئے فرشتہ خصال ہے
ہم تو اوسے سمجھتے ہیں کچھ آدمی نہیں

۸۵

اوڑتا پھرا ہے تن لاغر کہاں کہاں
پہنچا ہے رنگ کاہ ہوا پر کہاں کہاں

مدت کے بعد آج دکھائی دئے ہو تمہیں
یہ تو کہو رہے ہو برادر کہاں کہاں

ذرہ میں آفتاب میں شعلہ میں برق میں
پہنچا ہے نور چہرۂ انور کہاں کہاں

مسجد میں میکدہ میں حرم میں کنشت میں
میں ڈھونڈتا پھرا تجھے دلبر کہاں کہاں

ایک بے نشان و نام کی سوزاں تلاش ہے
لیجائے دیکھئے دل مضطر کہاں کہاں

۸۶

آ شوخ سست عہد کہ عہد وفا کریں
حق وفا و مہر و محبت ادا کریں

جو چاہیں آپ حضرت ناصح کہا کریں
کہنے میں جب نہیں ہے دل اپنا تو کیا کریں

گر آرزو ہے دل میں تو یہ ہے کہ ایک روز
قدموں میں تیری جان گرامی فدا کریں

اوس گل بغیر آج یہی دل میں ہے کہ ہم
گل کی طرح سے جامۂ ہستی قبا کریں

طینت میں ہے جو خوبی بتان فرنگ کے
جس سے ملیں ابھی سے پکا و دغا کریں

وہ دن خدا کرے کہ ترے در پہ آن کر / اوس خاک پا سے آنکھہ کو ہم سرمہ سا کرین

اوس گل کے پاس آپ ہی لیجاوین خط شوق / ہم کب تک انتظار نسیم و صبا کرین

یارب وصال یار بھی ہوگا کبھی نصیب / کب تک غم فراق کے صدمے سہا کرین

ہم جیسے غمزدونکو وہ محفل مین کیا بار ہین / کیون بزمگاہ عیش کو ماتم سرا کرین

سوزان غم جہان سے تنگ آرہا ہون مین
کچھ میرے حق مین آپ خدا سے دعا کرین

۱۰۸

مین دل بادہ خوارہ لایا ہون / نہ سخنان آشکارہ لایا ہون

کب تک افسردہ دل پڑا رہتا / آج مین بھی شرارہ لایا ہون

اس چمن مین برنگ لالہ و گل / جگر پارہ پارہ لایا ہون

ہے کہان وہ کمر کہ اوسکے لئے / مین دل ہیچکارہ لایا ہون

خلق سے جنس نفع لاتی ہے / مین متاع خسارہ لایا ہون

اس تماشا گہ جہان مین شیخ / آنکھہ بہر نظارہ لایا ہون

اے جگر گوشہ تیرے واسطے مین / گوشت کا گوشوارہ لایا ہون

آتش دل سے تیرے پھونکنے کو / اے جہنم شرارہ لایا ہون

ریل تھم تھم کے جاتی تھی سوزان
ایک جگہہ سے غبارہ لایا ہون

۱۰۸

توسن ہند کو ہم تیرے ہوا کہتے ہین / تجھکو عمر خوش ابلیے مہر و وفا کہتے ہین

ہین تو دیوانہ بھی ہون مد نظر یار بھی ہون
آپ جو کچھ مجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

عاشق اوس سایہ دیوار سے کہتے ہین مراد
جسکو ارباب خرد ظل ہما کہتے ہین

مرد میدان حقیقت ہین حقیقت مین وہ لوگ
نگہ یار کو جو تیر قضا کہتے ہین

اہل دانش مین اور ارباب محبت مین ہے فرق
جنکو یہہ کہتے ہین لُو وہ جلا کہتے ہین

جتنے عاشق ہین بزرگی کے مرے قایل ہین
قیس و فرہاد مجھے دونون چچا کہتے ہین

دردِ دلکو ترے در پہ ہوئی جبہہ تسکین
خاک در کو تری ہم خاک شفا کہتے ہین

غیر تو بات خوشامد کی کہا کرتا ہے
یار جو کہتے ہین بے روئے ریا کہتے ہین

ہچکیان بندھتی ہین اوس شوخ کی چھپ کے روتے
میرے غمخوار جو احوال مرا کہتے ہین

چھاپہ مین چھپ گئی میری خبر عشق مگر
وہ خبر بھی نہین اتبک سے کیا کہتے ہین

دیکھہ کر کہنے لگے بت آزادانہ
ہمکو سوزان برہنہ سر و پا کہتے ہین

۷۹

یون ہی مرجاؤنگا ایسی میری تقدیر نہین
بس بجز عاشقی اور اب کوئی تدبیر نہین

مرگیا شوق شہادت مین و ارمان یا
کہ میری حلق مین آب دم شمشیر نہین

ڈہنے دو دل مین نکر فکر عمارت منعم
یہ وہ ویرانہ ہے جو قابل تعمیر نہین

زہد سے بوسہ ریا آتی ہے ورنہ مجھکو
ذوق صہبا نہین ہے شوق مے امیر نہین

ہون مین حیران کہ اوس شوخ کو کیا خط مین لکھون
حرف مطلب ہے وہ قابل تحریر نہین

شوق ہے واہری مسئلہ روایت شیعی بسبب
مصحف رخ کو ترے حاجت تفسیر نہین

بونے کالے مجھے بھی حکم کبھی ہولے گل | گلشن دہر میں بلبل تصویر نہیں

عاشق زندہ ہوں نہیں وقت سے کیا کام مجھے | اوسکی محفل میں نہو گر میری توقیر نہیں

جاکے سوزاں یہ سنادو غزل گرم اسے

آہ سوزاں نہیں ہے درد نہیں تاثیر نہیں

ردیف واو

۸۰

دیکھا نہیں ہے جسنے کسی لالہ زار کو | وہ دیکھ لے ہمارے دل داغدار کو

وہاں دل میں آئی اور یہاں میں سمجھ گیا | خجلت ہے میرے دل کو علاقہ سے تار کو

اندازہ سے گزر گئی ہے بیقراری آج | کیا جانیں کیا ہوا ہے دل بیقرار کو

رغبت ہے فرش خاک سے دلکو کہ خاک ہوں | تکلیف مسند آپ نہ دیں خاکسار کو

رویا ہوں خواب عیش سے اب اٹھکے اسلئے | دیکھا ہے آج عالم رویا میں یار کو

اے نفس کیا گناہ سے یہ قصد ہے کہ اب | رحمت سے یاس ہو دل امیدوار کو

یہ ضعف تھا کہ بعد فنا جوں یہ تلخ | جیتے اوٹھا کے لیگئی ہے نقش زار کو

اوٹھ جائے رسم خندۂ گل باغ دہر سے | تعلیم گریہ دوں اگر ابر بہار کو

میری نگاہ خوبی تصویر پہ نہیں | میں دیکھتا ہوں صنعت صورت نگار کو

سوزاں بہ فوت مطلب دنیا یہی ہے اولیٰ

سمجھائیے جناب دل سوگوار کو

۸۱

یوں لیے پھرتا ہوں میں اس شوخ کی تحریر کو | جیسے کوئی کیمیاگر نسخہ اکسیر کو

مین تو کیا اے بت کہ حیرت مین ہے روز ازل
دیکھکر صورت گری قدرت تیری تصویر کو

کام میرا بسکہ کشتی سے یار کی آخر ہے اب
کیا ہوا اے جذبۂ دل آخر تیری تاثیر کو

شکل صورت دی ہے جیسی ایسی خداوند کریم
کاش تو سیرت بہی دیتا اوس بت بے پیر کو

موت کو جانا حیات جاودانی وقت قتل
سمجھے آب زندگی آب دم شمشیر کو

کس جوان ماہ طلعت کو کیا مجھسے جدا
کیون نہ کوسون آہ مین عہد بد چرخ پیر کو

ہون وہ دیوانہ کہ بیعت ہنکر لیتے ہین مجھے
جانتا ہون کنج عزلت خانۂ زنجیر کو

اتنی کہنے پایے تہے کچھ عرض جہلا کر کہا
فائدہ اس طول سے کر مختصر تقریر کو

ہمنے تو تدبیر کی تہی اوسکے لانیکی یہان
لیکن اے سوزان کرین کیا ہم تیری تقدیر کو

۲

جل گیا سوز غم عشق سے سینا دیکھو
پھک گیا آتش فرقت سے کلیجا دیکھو

گل نظر سے گرے گر وہ رخ زیبا دیکھو
سرو سے جی بہرے گر وہ قد رعنا دیکھو

کس مین ہے طاقت دیدار الٰہی توبہ
کیا غضب کرتی ہوا حضرت موسیٰ دیکھو

میری گو دین سے وہ یوسف ثانی جاتا ہے
جان کو جاتی ہوئے جسنے نہ دیکھا دیکھو

سیکڑون کوس سے کیونکر چلے آئے یوسف
اثر جاذبۂ عشق زلیخا دیکھو

کھیل ایک یہان ہستی کا ہے یہ دنیا ہے دون
یہان نیا ایک نئے روز تماشا دیکھو

یہان اگر دام نہین دانہ یہ کیون ڈالا ہے
ہمصفیران چمن تم بہی ہو دانا دیکھو

جبسے دیکھا اوسے صبر ہے نے ہوش نہ دل
آدمی تہا کہ میرا دہتا کیا تہا دیکھو

جسنے اوس دلبر طناز کو دیکھا ایک بار — یہی حسرت رہے اوسکو کہ دوبارا دیکھو
بت ہرجائی کسی جائے تو ملجائے گا — میکدہ دیکھو حرم دیکھو کلیسا دیکھو

کہنے دو واعظ بیدرد کو سوزان آؤ
ہی پیو روئے حسینان دلارا دیکھو

ردیف الیا

۸۳

بہت تنگ دنیا نے کیا حیران یا اللہ — بہت ہی ہو گئی ہے جان ہلکان یا اللہ
وہ روز وعدہ یعنی دن قیامت کا کب آیگا — نہایت دل کو ہے دیدار کا ارمان یا اللہ
تیرے دروازہ پر کب سے پڑا فریاد کرتا ہون — میرے بہی سن تیری صدقے تیرے قربان یا اللہ
تو اپنے فضل سے کرتا ہے سب کی مشکلیں آسان — میری مشکل کو بہی تو کردے اب آسان یا اللہ
میں اپنی زندگی سے تنگ ہون فریاد کرتا ہون — ہزار دل رنج میں اور ایک میری جان یا اللہ
مجہے اور یہ دل ودانش تہ الشام یا مولا — میں اور پہر یون خراب و خستہ تیری شان یا اللہ
جو قابل تہا تو اپنی فیض سے محروم کیون رکہا — دیا تہا سر تو دینا تہا مجہے سامان یا اللہ
تری رحمت تو اس عاصی کی خاطر جمع کرتی ہے — یہ تیری بے نیازی کہوتی ہے اوسان یا اللہ

تو اپنے فضل سے پہنچا دے منزل پہ سوزان کو
کہ رہ ہے پیچ در پیچ اور یہ انجان یا اللہ

۸۴

قسمت کہان کہ لیٹئے اوس دلربا کے ساتھ — لپٹا لئے ہین خیال کو اوسکے لٹک کے ساتھ
وہ رات ہو کہ بخت رسا کر رہا ہے آج — دعوے ہمسری کسی لیف و دنا کے ساتھ

اے شوقِ گل ضعیف ہا تو رنگ بو
آئینگے اب کہ باغ میں بادِ صبا کے ساتھ

اسواسطے کہ یار سے ہمکو جدا کیا
ہستی سے تا عدم گئے لُٹتے قضا کے ساتھ

تقریر شخص یہ سر و پا سے خدا بچائے
کرتا ہے جا بجا وہ ہمسری اوس لقا کے ساتھ

کرتی ہے روح جسم سے رہ رہ کے یہ خطاب
جینے بہت ندامت اوٹھائی ہے آپکے ساتھ

وہ دن خدا کرے کہ فلک میں ہم آ کے گھر
اوس پیر فرنگ کو لائیں ہیٹھا کے ساتھ

یوں آکے اس چمن میں ہوا خواہ چلدئیے
آئے تھے سیر کے لئے گویا ہوا کے ساتھ

تجکو خبر بھی ہے کہ تیری رہگذر میں ہم
برباد ہو رہے ہیں تیری خاکِ پا کے ساتھ

مردانِ غیب میں سے ہیں سودان سے ملے ہم
جاتے تھے شب ہوا پہ اک اہلِ خدا کے ساتھ

ہمیں ہے ذاتِ اقدس کا سہارا یا رسول اللہ
تمہارے بن نہیں کوئی ہمارا یا رسول اللہ

کہوں نہیں تم سے کیا تم محرمِ رازِ الٰہی ہو
تمہیں معلوم ہے احوال سارا یا رسول اللہ

مجھے شق القمر کے معجزے سے ہو گیا ثابت
بلندی پر تمہارا ہے ستارا یا رسول اللہ

لیا کیجے ہمیشہ بیٹھتے اوٹھتے تمہارا نام
تمہارا نام لگتا ہے پیارا یا رسول اللہ

اگرچہ کیسے ہی عاصی ہیں بخشیگا خدا ہمکو
ذرا بھی کیجیے گا گر اشارا یا رسول اللہ

مدینہ میں مجھے پاس اپنے اب بلوائیے کب تک
پھرونگا ہند میں میں مارا مارا یا رسول اللہ

کرو اسوقت مدد میں دستگیری تم کہ ہیں آخر
برا ہوں یا بھلا ہوں ہوں تمہارا یا رسول اللہ

نصیب ہے تمہیں اب ہر وقت دردِ دل بیان کرنا
غمِ پنہاں ہے میرا آشکارا یا رسول اللہ

تصدق آپکے الطاف کے لبیک فرمایا — کبھی وقت ضرورت جب پکارا یا رسول اللہ
بھیجے اور حکم بود و باش ملک ہند یا اللہ — ہین اور یون زیر فرمان قضا را یا رسول اللہ

دیار ہند سے کیونکر لگے ہمین دل ہنوز
مدینے سے نہ مکہ نے پکارا یا رسول اللہ

۶/۸

جب سے ہے زانوی مرشد پہ پشت آئینہ — اوج پر ہے کوکب تقدیر پشت آئینہ
یون لگائی پشت آئینہ تیری زانو سے ہاے — بخت پشت آئینہ تقدیر پشت آئینہ
پیر و صافی دلانکو آفت دوران سے کیا — بے خزان ہے گلشن تصویر پشت آئینہ
کیون لگائی گر کے زانو سے جدا دیوار سے — جرم پشت آئینہ تقصیر پشت آئینہ

سینے تقریر سے وقت نہین سوزان ہنوز
گویا طوطی نے کہے تقریر پشت آئینہ

۱۳/۲

کون جلد لیے جلد یا ہے یہہ — وہ ہے یا عمر بے وفا ہے یہہ
لا کہیگا تو لیے سوا اپنا — ایک دنیا مین آشنا ہے یہہ
تہا جہان جون خیال آئینہ — کچھ نہ سمجھے نہین آیا ہے یہہ
جانتا ہون حقیقت امکان — پھر نہین جانتا کہ کیا ہے یہہ
کیسے کیا جائین چھوڑ کر در دل — کہ ترے رہنے کی تو جا ہے یہہ
کہاتے ہین جسکے غم مین خون جگر — وہ خبر بھی نہین مرا ہے یہہ
شوق تہا ابتدائے الفت مین — اب تجربہ ہے انتہا ہے یہہ

یہہ تکبر یہہ خودسری یہہ غنا
آدمی ہے وہ یا خدا ہے یہہ

کیون نہ سوزان کا ہو شہانہ مزاج
کس کے دروازہ کا گدا ہے یہہ

ردیف یای تحتانی

۱۸

نہین بچھو ہوا مین گرد و قد دلبر سے
مجھے نیند آگئی ہے داستان گل صنوبر سے

کہان تہی مجکو یہہ امید صیاد ستمگر سے
گلا یون مجھ اسیر دام کا کاٹیگا خنجر سے

طفولیت مین دی ہے جان مینے خوبرو یون پر
گیا ہون مین کنار گور مین آغوش مادر سے

مین اک طفل بہشتی کے غم مین جان دیتا ہون
مجھے غلمان جنت غسل دینگے آب کوثر سے

لگی آتش جو یاد رفتگان سے خانۂ دل مین
بجہایا مینے رو رو اسکو آب دیدۂ تر سے

نہین از خود ہوئی آمادہ سر دینے کو ہم قاتل
اشارہ تیغ نے تیری کیا تہا چشم جوہر سے

جلا دیگا اسے یہہ خوف تہا ہم ورنہ جا کے خط
دل سوزان کو اپنے باندہتے بال کبوتر سے

ذرا سی بات پر ہو کر خفا چلانے لگتا ہے
دل اپنا آگیا کس طفل بدخو پر مقدر سے

اسیر زلف حوران خلد مین ہے اب دل شیدا
کہان سودائے عشق اپنے گیا بعد از فنا سر سے

پڑے رہتے تہے پہرون گود مین بیہوش ہم کسکی
لڑکپن مین مزا لیتے تہے جی کا شیر مادر سے

تجہے ہے چشم فیض ارباب رفعت سے عبث سوزان
ملا ہے کسکو پانی چشمۂ خورشید خاور سے

۱۹

دل غمگین کو سوز عشق نے کیا کم جلایا ہے
کہ تو نے ناصح بے مغز میرا مغز کہایا ہے

سنون مین بهی تو تمنے کیا بات ای شور طور حق
مجهے خواب عدم سے کسلئے تو نے جگایا ہے

یہی کہتی ہے روح اس قالب خاکی مین گهبرا کر
مجهے اے حکمت حق خاک مین تو نے ملایا ہے

نہوئی جسکو علم و عقل کہلاتا ہے دیوانہ
یہان دیوانہ علم و عقل نے مجهکو بنایا ہے

ملا جب قیس بن مین لیلی ناقہ نشین کو
ترا جذب محبت مجهکو گهر سے کهینچ لایا ہے

معاذ اللہ کتنا ہے غلط بخشش سے افلاک تو بهی
تجهے انداز بخشش کا نہ اینگا نہ آیا ہے

جو عالی طبع ہین میری طرح سمجهے ہین تن خاک
جو سفلے ہین انہون نے گوہر مقصود پایا ہے

لب ہر غنچہ سے باد بہار اوس گلکو کہتے ہے
چمن مین فرش گل تیرے لیے سینے بچهایا ہے

لے انکهین کهول سوزان ہو تمہین غصہ جانے دے
یہہ ساقی دیکهہ تو ساغر مین کیا شے لیکے آیا ہے

یہہ دنیا جسکو سوزان چاہتے ہو دشمن دین ہے
معاذ اللہ حضرت کس سے تم نے دل لگایا ہے

۸۲

کس تمنا سے تہ خنجر قاتل آئے
ہائے کیا لطف شہادت دم بسمل آئے

عشق ہے جس سے وہ ہے اور دگر نہ توبہ
یہہ حسین اور کہین ان پہ مرا دل آئے

آتے ہین تیری طرف لیک یہ ہے ضعف کہ گر
دو قدم آئے تو سمجهے کئی منزل آئے

مین بهی تا منزل مقصود کبهی پہونچون کاش
ساتھ میرے بهی کوئی رہبر کامل آئے

کہتا ہے حضرت یوسف کو سنا کر وہ شوخ
دعوے حسن جسے ہو سو مقابل آئے

تم بهی ہو میری طرح جان سے اپنی بیزار
آرزو ہے کہ تمہارا بهی کہین دل آئے

کوئی قاتل سے سلامت کوئی آیا ہوگا
ایکدو بار گئے ہم بهی سو گهایل آئے

فی الحقیقت عجب آزادمنش ہے سوزان
آج اوس رندِ جہان سوز سے ہم مل آئے

٩١

اے پیک صبا کہیو یہہ اوس غیرتِ نظر سے
کب تک کوئی غمدیدہ تیری دید کو ترسے

جاتے ہین پر افسوس یہہ ہمکو نہین معلوم
جاوینگے کہان اور ہم آئے ہین کدھر سے

آتی ہے تجھے دیکھہ کے کیا کیا مرے دل مین
پر کہہ نہین سکتا ہون مین ظالم ترے ڈر سے

مین ہی رہونگا جان کسی روز چمن مین
بو آتی ہے اک شخص کی مجھکو گل تر سے

ہون محو خیالِ کمر یار عجب کیا
غائب ہون اگر اہل زمانہ کی نظر سے

اک اہل نظر کی یہہ نصیحت ہے مجھے یاد
گر دیکھیے لیلے کو تو مجنون کی نظر سے

گھر حضرت سوزان کے چلو ملنے کو تم بھی
آئے ہین ریس فرنین وہ رات سفر سے ١٥٠

٩٢

پوچھا جو اوسنے مجکو وہ خانہ خراب ہے
نکلا خوشی مین منہ سے مرے ہان جناب ہے

اے طالب تجلی حق کچھہ تو کہہ یہہ کیا
نصف النہار مین طلب آفتاب ہے

ہوش نظر کسی ہے خرابات دہر مین
وہ نشہ ظہور مین گو بے حجاب ہے

تم غیر سے بگڑ کے بناتے ہو مجھکو بس
مین خوب جانتا ہون یہ جیسا عتاب ہے

ساقی پھر آ کے جام بکف از رہ عتاب
کہیو کہ لے پیے جسے ذوق شراب ہے

ہے دخل کسکو محفلِ جانانہ مین نصیب
اے دل نہ ہے نصیب جو تو باریاب ہے

ق

ہمدم ہزار حیف کہ دنیا کے واسطے
عمر عزیز صرف غم و رنج و تاب ہے

اے بیخبر خبر نہین تجھکو مگر کہ یہہ — دنیا خیال ہستی موہوم خواب ہے

سوز ان ملا دیا ہے ہمین جسنے خاک مین
میری ہی اوسکے کوچہ مین مٹی خراب ہے

٩٢

عاشق ہو نہین ایک بار لقا کبھی دن سے — میرا ہے دماغ اوج سما پر کبھی دن سے
اب ضعف یہ ہے بو ہی خوش گل کیطرح ہم — جاتے ہین ہان دوش صبا کبھی دن سے
جو سر کہ رہا ہے تیرے قدمو نمین ہمیشہ — وہ سر ہے نشان کف پا پر کبھی دن سے
کسطور ہمین غیر کی کہنے سے نکالا — آتا ہے خیال اوسکی دعا پر کبھی دن سے

ڈر ہے نہ کہین لے اوڑین پریان مجھے سوزان
مین خواب مین اڑتا ہون ہوا پر کبھی دن سے

٩٣

خوش ہو نہین گر چہ وہ بیرحم خفا ہے تو سہی — کہ غنیمت ہے خیال اوسکو میرا ہے تو سہی
قسمت مین لکھا اودل امیرانہ دیا — مجھکو تجھسے گلہ لے کلک قضا ہے تو سہی
تاب دیدار تیرے پیلے دتان لائیگا کون — دل بیتاب تجھے شوق لقا ہے تو سہی
گر نہین ہے نسیمی ار فق ہما مین وسعت — کہ میرے دلمین تیرے رہنے کو جا ہے تو سہی
تاج ہے داغ جنون فوج ہجوم طفلان — سایۂ داغ مجھے ظل ہما ہے تو سہی
بات پوچھی نہ کسینے ہی تو ہم کیا جانین — کہ ہمارا کوئی دنیا مین بھلا ہے تو سہی

جسطرف دیکھیے سوزان صور ہو ہمہ
کیونکر کہیے کہ کوئی غیر خدا ہے تو سہی

٨

دل ویران نہین ہے صحرا ہے | دیدۂ تر نہین ہے دریا ہے

نسبت اوس ماہ چاردہ سے کیا | ماہ کنعان بہی خیرا چہپا ہے

جسکو عطر گلاب کہتے ہین | اوس گل اندام کا پسینا ہے

جسکو کہتے ہین ماہ عالمتاب | یار کا روے عالم آرا ہے

جس کو کہتے ہین چشمۂ حیوان | آپ کا لعل روح افزا ہے

جو ہے وہم و خیال سے باہر | میرے دل مین خیال اوسکا ہے

تو سنتے ہین اور نہ دیکہتے ہین | گوش شنوا ہے چشم بینا ہے

مجہکو آواز دے کے زندہ کیا | قاصد یار کیا مسیحا ہے

دیر سے پہر چلا ہے کعبہ کو | دل ترا بہی کہین ٹہکانا ہے

ملے سوزان سے کیا کوئی خوش ہو
ہر دم از خویش رفتہ رہتا ہے

ولہ

٩٦

یہہ چادر نور زرد روش نے جسکی کہان کعبہ مین تہی | چراغ دیر و کنشت مین ہی اوسکی جلوہ کی روشنی ہے

نشان مردمی قتل مین و بلنگ کے شیر افگنی ہے | ہمارے نزدیک ہے دوستی کو قتل کرنا ہمہنی ہے

جو اوسکی حکمت سکا ہی تقاضا ہی کیا او رہی لگا | کہ حکم اوسکا ہی ملک اوسکا سبکو کیا جا دم زنی ہے

کہان گیا آہ شوخ قاتل جمین سر راہ کر گیا ہے | تڑپتے ہین مثل مرغ بسمل کمال تکلیف جان کنی ہے

ہم اپنی خود دل کے بادشاہ ہین سبکو [illegible] | اگرچہ درویش بینوا ہین ولیک عہد سکر دل غنی ہے

سمجھ رہے تھے کہ عشق خوباں کوئی نہایت ہے کام آسان
پر آپ سے کیا کہوں میں سوزاں جو کچھ کہ اب جان پر بنی ہے

گر دلرباؤں کا ہجوم اپنے مقرر جانیے
شاہ اقلیم جنوں میں ہمکو لشکر جانیے

ہاں شاہزادہ زبردست ہاں کہتے ہیں بچپن میں تجھے
مے کی گھٹی اسکو جانے شیر مادر جانیے

تم لب دنداں کا اپنے ایک بوسہ دو ہمیں
ہم نہیں دینگے جو تمکو لعل و گوہر جانیے

چہرۂ محبوب کو مشاطہ کی حاجت نہیں
تجکو کیا اے میرے بکر فکر زیور جانیے

دل تڑپتا ہے نشے کے واسطے بعد از فنا
فاتحہ میری دلانی جام مے پر جانیے

آرزوئے قتل میں مرتا ہوں شربت کی جگہہ
حلق میں اسوقت میرے آب خنجر جانیے

سہل ہے اوس سرو سیم اندام کا ملنا مگر
ہاتھہ میں اے حضرت دل مثل گل زر جانیے

ایک مرزا کے تعشق میں کہی ہے یہ غزل
واقعی لکھنے کو اسکے کاغذ زر جانیے

جان اک آتشپارہ گل پیرہن کے غم میں دی
قبر پر سوزاں میری پھولونکی چادر جانیے

دیگر

دل چاہتا ہے تو جیسے وہ تیرے پاس ہے
کم بخت کیا ہوا تجھے پھر کیوں اداس ہے

اے جان غم رسیدہ ناکام الفراق
دل کو وصال یار سے کچھ آج یاس ہے

عادت کو جانتا ہوں میں اپنے نصیب کی
آیا ور جیسے ملنے تجھے کب آس ہے

بلبل کی طرح جلتے ہیں نالاں ہیں سب کے سب
اس گلشن جہاں کی ہوا کسکو راس ہے

سوزاں تجھے ہے فکر عمارت عبث یہاں
ناداں یہ قصر عمر ترا بے اساس ہے

ALIGARH

٩٨

غالب کہ کوئی غم میں شب وصل گزر جائے
اور جان حزین یار کے ہمراہ سحر جائے

اے چشم گہر بار جہاں تک کہ نظر جائے
داماں زمیں آج دُرِ اشک سے بھر جائے

جس روز کہ میں ناشدنی گھر میں نہ ہوؤں
وہ مہر دل افروز اوسی دن سے گھر جائے

میں وہ کہ جو کچھ تو کہے مجکو وہی کرنا
تو وہ کہ کہے اور اوسی وقت مکر جائے

ہے سب جگہ اور پھر وہ کہیں جائے نہیں ہے
گر کوئی اوسے ڈھونڈنے جائے تو کدہر جائے

ہر چند کہ جینے سے ہے بیزار دل زار
پر کیجیے کیا آپ سے کیونکر کوئی مر جائے

کر دفع غم عشق میں جلدی کہ مبادا
یہہ دشمن جان گھر دل شوریدہ میں کر جائے

جاتے ہیں سبھی ایک طرح سے پہ سوزاں
جاتا ہے اوسی کا جو حقیقت سے خبر جائے

ولہ

٩٩

باز آتا ہے نہیں فریاد سے
تنگ آیا ہوں دلِ ناشاد سے

شکل لالہ اپنے دل پر داغ چند
لے چلے اس گلشن ایجاد سے

موت اچھے وقت آئی شکر ہے
بچگئے ہم منت جلاد سے

باغ میں تھے عاشق گل دام میں
جب سے آئے عشق ہے صیاد سے

قدرت اتنی خوش قد ویسے ہے کہ اب
بھاگتا ہوں سایۂ شمشاد سے

مجکو شاگردی سے آتا ہے لحاظ
میں نہیں پڑھتا سبق استاد سے

آہ سوزاں جب سے غالب اوٹھ گئے
اوٹھ گیا ہے دل جہاں آباد سے

آہ سوزاں جب سے غالب اوٹھ گئے
اوٹھ گیا ہے دل جہان آباد سے

١١

اوٹھوائیں تو سہی مجھے اس آستاں سے
میں ہاتھ دھو کے بیٹھا ہوں آج اپنی جان سے

وہ شمع ہوں کہ کٹ گئی تقدیر سے زبان
میں سوز سینہ کہنے نہ پایا زبان سے

ابتک ہے محو لذت بوسہ دہان زخم
کیا جانیں تھا یہ تیر جفا کس کمان سے

اے سرو تجھسے ہے دل اندوہناک خوش
ملتی بہت ہے تیری طرح اوس جوان سے

میں دل فگار آہ کروں کسطرح بیاں
درد دل فگار ہے باہر بیان سے

سوزاں حجاب ہے مرے اور اوسکے درمیاں
کاش اوٹھے یہ حجاب کہیں درمیاں سے

١

وہاں وہ خوف رسوائی سے باہر کم نکلتا ہے
یہاں دیکھے بغیر اوسکے ہمارا دم نکلتا ہے

ترا بیمار ہجراں جسجگہ ہے اوسجگہ سے جو
نکلتا ہے وہ اب با دیدۂ پرنم نکلتا ہے

جو میں روتا ہوں تو پیارا وگر ہنسکے کہتا ہے
کہ ہاں دامن ہی فی الجملہ دلکا غم نکلتا ہے

وہ جاروش نہیں پاس اس سے دل جلتا ہے یا کیا
دھواں سینے سے دم کے ساتھ اب ہر دم نکلتا ہے

اگر مثل خضر میں چشمہ حیواں پہ جاتا ہوں
تو آب زندگی کے بدلے اوس سے سم نکلتا ہے

میں اور مدح ایران شاہ ہمنشیں جب وہ
سجا ہی لفظ مدحت منہ سے حرف ذم نکلتا ہے

گیا در پہ جو اوس سا بچے کے تو کہا نکلو
نہیں سنتا تو لیکر نکلے سے اب ہم نکلتا ہے

چلیں موسیٰ سے عیسیٰ سے عہد شاہ انبیا آیا
چھپیں سارے ستارے نیر اعظم نکلتا ہے

کہ سوزان نے دی جان آج اوس سنگ کے چہین
کہ در دیوار سے آوازۂ ماتم نکلتا ہے

١١
کہتے ہیں کہ بے زر کے محبت نہیں ملتی — سچ ہے کہ بے لطف و عنایت نہیں ملتی
کیا کہا میں غم دین کہ نہیں [illegible] — یہہ غم دیتا ہے سو فرصت نہیں ملتی
رضوان کسی انسان پہ [illegible] سے ملوا — حور و دل سے ہماری تو طبیعت نہیں ملتی
اوس شوخ نے تو ملک سفر کی دی اجازت — پر حضرت دل سے اب اجازت نہیں ملتی
ہم جیسے فقیرون سے خدائی خرقہ زیاد — یہہ ہمسر ترا ہے بڑی آفت نہیں ملتی

کس شوق سے آئے تھے زیارت کیلیے ہم
افسوس کہ سوزان تری تربت نہیں ملتی

١٢
کاش دنیا میں دل رنج کہن بہر گئے — کہ سب انسان بنا ہمہ تن بہر گئے
شوق گلگشت غم عشق صنم میں ہے مجھے — کرین آراستہ احباب چمن بہر گئے
بار اندوہ بتان دل نے لیا ہم لوگون کے — بیماری ایسے ہیں کہ گویا ہیں بدن بہر گئے
تجھہ گران جان کا جو سایہ پڑی پھر ہم کیا — کہ اوسی وقت ہوں جنگل میں بہر گئے

شمع مہر و وفا سیم تنون سے سوزان
دل سختان سے میں اے حضرت من بہر گئے

١٣
خوبصورت ہوا کرے کوئی — پاس عشق و وفا کرے کوئی
اوسکو ساقی بناتے ہیں لیجیے — دعوی اتقا کرے کوئی

محتسب تا بمیکدہ پونہچا | ور گریز تا کجا کرے کوئی
حج اکبر زیارت دل ہے | طوف کعبہ کیا کرے کوئی
زخم سینہ ہے چاک جامہ نہین | اسکو کبتک سیا کرے کوئی
کعبہ و دیر مین دہرا کیا ہے | غور دل مین ذرا کرے کوئی

گرم تدبیر سب ہین پر سوزان
تری قسمت کو کیا کرے کوئی

١٠
ہم زندہ دیر سال جو اب تک جہان رہے | مسعود دولت می پیر مغان رہے
بتخانہ مین رہے کہ حرم مین جہان رہے | مشتاق مثل شمع ہم آتش بجان رہے
بعد از فنا بدن پہ جفا مین رہے ہین | تا زیست جان پر ستم آسمان رہے
آوارہ جسکے غم مین پہری عمر بہر ملا | یہہ بہی نہ پوچہا اسنے کہ تم کہان رہے
جاتے ہین سیر کرکے برنگ نسیم ہم | آباد عندلیب ترا گلستان رہے
باغ جہان مین ہم بہی ہے کوئی روز پر | پامال غم بصورت برگ خزان رہے
اے دل کی آگ تو نہ بجہے ایک دم بہی | برسون ہمارے آنکہ سے دریا روان رہے
دل کو نہی جہان مین غیبت کسی طرف | وہ دلبر لگا نہ کہین وہ جہان رہے
ہان کس طرح گیا تو اور وہ سنتے کیا کہا | اے قاصد خجستہ وہی داستان رہے

سنتے ہین آج حضرت سوزان خراب ہین
کل تک تو خواستگار وصال بتان رہے

۱۰۲

چلین تو ہاتھ کو دے کے چہرا نہین سکتے
قدم کو اوسکے گلی سے اوٹھا نہین سکتے

خبر مزاج کی آے وہ پوچھنے وہان سے
کہ جنکے سامنے کچھ لب پہ لا نہین سکتے

چمن مین کون یہہ گلگشت کے لئے آیا
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

وہ دلفریب شیوا اوس نگاہ کی ہے کہ آہ
ستم کو اوس کے ازل بھی بنا نہین سکتے

نزاکت ہوا ہے دل بسیر ہے بیکس کہ
زیادہ اس سے ستم و غصہ کیا نہین سکتے

ہزار چاہین ہم آنا اگر نہ تو چاہے
کسی طرح سے بھی تو تجھ تک آ نہین سکتے

بندھے ہیں پڑے ہین کمند غم محبت مین
ہم اس گلی سے کہین اوٹھا نہین سکتے

خبر محلہ مین گھر گھر ہوئی ہے مضطر آہ
اب اپنے گھر مین بھی اونکو بلا نہین سکتے

۱۰۳

برائے نام دہن ہے نہین دہن کیا ہے
کہو لطیفہ غیبی نہین سخن کیا ہے

یہہ تیغ ہے یہہ کفن ہے یہہ سر ہے بسم اللہ
تامل اے بت بے مہر تیغ زن کیا ہے

ہر اک سے مہر و وفا اور ہم سے کینہ و بغض
تمہارے دل مین کہو مہربان من کیا ہے

یہہ بو سے خوش یہہ اک تازگی یہہ رنگ
مگر کہ نام خدا پھول ہے بدن کیا ہے

ملے مین سرو گل اندام خاک مین کیا کیا
نہ پوچھ اصل گل و سرو یاسمن کیا ہے

جدہر خیال کرو شور نالہ جان کاہ
گلی اوسی گل رعنا کی ہے چمن کیا ہے

خدا پرست مجھے لوگ کہتے ہین اور مین
صنم پرست ہون ایسا کہ برہمن کیا ہے

ہین آفتاب سے آنکھین لڑانے والا ہون
میری نظر مین بھلا شمع انجمن کیا ہے

لیے کہڑے ہیں ملک حلۂ جنان سوزاں
شہید عشق ہوں میں حاجت کفن کیا ہے

108

یہہ تو سر ہے اور یہہ شمشیر ہے
قاتل اب کیا قتل میں تاخیر ہے

طالب اکسیر سے زاہد و کہو
خاک کوئی میکدہ اکسیر ہے

محتسب مجہ رند کے کیوں سر ہوا
دختر رز کیا تیری ہمشیر ہے

ہم تو دیوانہ ہیں لے ارباب عقل
گہر ہمارا خانۂ زنجیر ہے

کیا پڑہینگے اور کیا سمجہینگے لوگ
خط پیشانی میری تحریر ہے

دیکہئے جب اسکو حیران و خفا
دل ہے یہہ یا غنچۂ تصویر ہے

صبر کیا اب دل غمگین میں اک
آہ ہے سو وہ بہی بے تاثیر ہے

چار ہے میں اور گریبان چاک چاک
شوق کوئی یار دامن گیر ہے

آپ کی تدبیر اچھی تہی مگر
اپنی ہے سوزاں بری تقدیر ہے

109

ہان پلا بہی جلد شتاب اے ساقی مہرو مجہے
ہان سنا بہی کوئی چیز اے مطرب خوش گلو مجہے

آج تو بہ توڑنے کو مستعد بیٹہا ہوں میں
آ رہی ہے زہد و تقوی سے ریا کی بو مجہے

سرو پہ بیٹہی ہوئی او سیہر تلاش سرو سے
فاختہ اچہی نہیں لگتی تیری کو کو مجہے

میں اور ان خود پرستی کا خواہش وقت نظر
اور ہی کچہہ چیز ہے جسکی ہے جستجو مجہے

اہل دنیا چہینے نا خوش اہل دین مجہسے نفور
کہو گئی اے عاشق دنیا و دین تو نے مجہے

کس طرح اوڑ کر پہنچا دم کے دم مین اوسکے پاس ‎ ہای کیا ہوتا خدا دیتا پر و بازو مجھے
حج ہوا جب حجر زیارت سے مشرف ہو گیا ‎ سنگ اسود ہے وہ خال اور کعبہ ابرو مجھے
یا تو سنگ و خشت سے آتی تھی بوی گل مجھے ‎ یا اب آتی ہے دل سے پتھر ہی کی بو مجھے

جب سے سوزاں نے سنا یہ شعر دل پکڑے ہے
ہائے کیا اپنی سنا کر کر گیا جادو مجھے

۱۴
تم سچ کہو یہ جانیکے کیسی سنا چلے ‎ کیوں غمزدہ کو بیٹھے بٹھائے رولا چلے
دل نوحہ گر نکالے ہین آنسو جو آنکھ سے ‎ گہنا ضرور چاہیے جب قافلا چلے
چلتا نہین ہے اپنے ہی دل پر جب اختیار ‎ بس اور اختیار کسی پر تو کیا چلے
آو ہمارے کندھے پہ ہو جاو تم سوار ‎ بیدل ہمارے ہوتے تمہاری بلا چلے
قربان تیری ای اثر جذب اشتیاق ‎ مڑ مڑ کے لوٹ وہ میری طرف دیکھتا چلے
جیسے کہ بیٹھ ہم گئے ہین ضعف مین یہان ‎ بچے نہ ہوتے گھسٹتا ہوا چلے
دل کے تو کیسے پہنچتے چلنے کی اب کسی ‎ اب تو اودہر ہی چہنگے جدہر دلربا چلے
جا پہنچے اوسکے کوچے تک اپنے ہی شوق تک ‎ یا مرسل الریاح کچھ ایسی ہوا چلے
افسوس ہے کہ غنچہ افسردہ کی طرح ‎ جیسے خفا ہم آئے تھے ویسے خفا چلے

سوزاں یہ ہم نے کیا بنی اوس بت کو شعر
اشعار دردناک سنا کر رولا چلے

۱۷
رقیب جب ہو یہ غمزدہ کی گفتگو کیا ہے ‎ ہماری جب ہی بات وہ تو کیا ہے

یہہ وقت نزع ہے ہین اک نظر او دیکھہ لون
بس اور دل مین سوا اسکے آرزو کیا ہے

وضو ہے خون مین نہانا نماز سر کٹانا
نماز اہل وفا کیا ہے اور وضو کیا ہے

جو اس چمن مین ہون تو گل ہون یا ثمر کیا ہون
جو کچھہ نہین ہین تو پھر یارب رنگ و بو کیا ہے

یہہ خون ہوکے دل آیا ہے آنسوونکے ساتہہ
وگرنہ میری ان آنکھون مین لہو کیا ہے

جو آبرو او نہین دیتا ہون خاک کیا کوئی عوض
تو کہتے ہین کہ ارے تیری آبرو کیا ہے

نہ دل مین ملکے اوستی جگہہ سمجھتا ہون
خدا کے واسطے قید رگ گلو کیا ہے

ڈرو خدا سے کرو ترک عشق تم سوزان
فقیر ہوکے یہہ شوق رخ نکو کیا ہے

۱۱۲

جہان بزم بتان مین جا تو بہار نکلگئی
یہہ تو نے کیسی عاشقی کی فصل اندہ نکلگئی

یہہ بہتہہ ملی بوی مشک آتی تھی تا صبح
شب وصل اک ذرا جو اوسکی لٹ عنبرین نکلگئی

مقصود کو پہونچے ہوئی ہین سب کے اشکین بس
کسی نے کفر کی راہ اور کسی نے راہ دین نکلگئی

الٰہی ہاتہہ تو ملتی آنکھین ہین جنسے دنیا مین
نہ چشم مست اوسکی سا غنی زمین نکلگئی

نہ اتنا جھوٹ بولو بیٹھے ہو بہانا ہے
بہلا کسوقت کس دل کے آگے آہ یقین نکلگئی

بہت کی شیخ ہم ہی نے شیخ صدی
کسی عبادت کی ات سہ اک ایسی نہین نکلگئی

چلے جب محفل ناز سے اوسکو ہوا جب
کسی نے شعلہ بنایا اور کسی نے آستین نکلگئی

میان سوزان جنہین جنت البیت کہتے ہین اللہ
شب اوسکے چہرے سے یارو نکلے اک شکن نکلگئی

روضۂ پاک میں ہم آپکے جایا کرتے — آنکھ سے اشک دل غم بہایا کرتے

۱۱۳ قامتِ رشکِ قیامت کے تصور میں ہاں — فتنۂ خفتۂ محشر کو جگایا کرتے

بابِ جبریل پہ جس وقت کہ جا کر روتے — در و دیوار کو بھی سب کے رلایا کرتے

جب کبھی سر لگا نیکی ضرورت ہوتی — خاک درگاہ کی آنکھوں میں لگایا کرتے

شہر یثرب کبھی اوسکے کسی جنگل میں — خاک میں جان کو جا جا کے ملایا کرتے

ہم ہمارے دل بیمار کے آخر ہو طبیب — ہمکو حال دل بیمار سنایا کرتے

پھول جب وقت سخن آپکے منہ سے جھڑتے — اپنے جامے میں نہ ہم پھولے سمایا کرتے

گر ملاقات کے قابل نہ تھے بیداری میں — خواب میں تو ہمیں دیدار دکھایا کرتے

ہوتے پروانے گر اوس شمع حرم کے سوزاں
شمع و پروانہ کو غیرت سے جلایا کرتے

کیا کیا مزے کی باتیں بناتے ہیں یار سے — ۱۱۴ شکوہ ہماکے پاس تصور میں پیار سے

میں گلشن زمانہ میں ہوں اک درخت خشک — کیا فیض و فائدہ مجھے ابر بہار سے

دل سے کبھی غبار بھی یہ دور ہوئیگا — اب بھی کیا قصور ہوا خاکسار سے

یہ ناتوان ہوں کہ یقین امی یا نہ اٹھے — بیماری ہے جو تکلی بھی ہم جسم زار سے

ویسے میں نسبت انکو جدا کی ہے انکے ساتھ — تعریف بھی جدا انکی اسے گوار سے

یہ شعر کا خیال ہے اسکو سمجھیں آپ — قسم خیال نیک ہے دیا ہے پیار سے

سونے کی روضہ میں ہو اجابتکا اتفاق — آتی ہے بو کی جنت الہی مزار سے

سر و ساماں نہیں ہم سے مہیّا ہوتے
ورنہ فرعون تو کیا اوسکے بھی دادا ہوتے

یہاں بہانہ وہ وہم اور وہاں عذر نہ بنکا
ایسے ہوتے تو ابھی کاش نہ پیدا ہوتے

کردیا تیری محبت نے جہاں میں بدنام
نہ سمجھے جاتے نہ خلق میں رسوا ہوتے

دین ہوا اور نہ دنیا ہوئی ایکاش ایسے
اہل دیں ہونے سے تو طالب دنیا ہوتے

ڈرتے کیوں مرنے سے کیوں قتل تمنا ہوتی
لوگ اگر شیفتۂ قامت رعنا ہوتے

کچھ نہ ہوتے یہ تو اللہ یہ انانیت ہے
کچھ اگر ہوتے تو کیا جانئے ہم کیا ہوتے

ق
گر گزر باغ میں اوس سرو رواں کا ہوتا
تو نہالان چمن محو تماشا ہوتے

چومتا پاؤں زمیں سے نکل کر سبزہ
لالہ و نرگس و گل ہار گلے کا ہوتے

جب سے خوبوں پہ وہ غضب ہے ہمیں کہتے ہیں
کاش ہم بھی کوئی معشوق دلآرا ہوتے

حکم سجدہ میں نازو لگا ہوا پڑہ لینگے سب
ہم تو قدر موٗمن تیری ناصیہ فرسا ہوتے

یار کے رنگ میں سفوان نہیں ملجانا تھا
وہ گل تر ہے تو ہم بلبل شیدا ہوتے

۱۱۵

وہ بیفائدہ در پئے شکست سبو ہے
یہ آخر وفا پیشگان کا لہو ہے

کہاں ہے تو اے عمر رفتہ کہ اب اس
کف خاک کو پھر تیری جستجو ہے

خدنگ جفا سے لہو میں نہاتا
یہی اہل درد و وفا کا وضو ہے

ترا سینہ میں رو رہا ہے دل اتنا
وہ شوخ بیداد کیا خوش گلو ہے

مکیوں دیکھکر گل کو رشوان کہ اوسین
وہی نازکی ہے وہی رنگ و بو ہے

ہوئی ہے طرف تیری یہ جمع ہمت — کہ ہر شے کو مین جانتا ہون کہ تو ہے
یہہ ہے کون بندہ جہان سے نرالا — کہ اسکے خدا سے جہان کیسی خو ہے
دم واپسین ہے کہو کوئی جا کر — کہ ملنے کی تیرے اوسے آرزو ہے

وہ سوزان چلے آتے ہین میکدہ سے
بغل مین صراحی ہے سر پر سبو ہے

۱۱۶
جب سنتے ہین نالے بوالہوس کے — ہم دیکھتے ہین فلک کو ہنس کے
ہین طایر ناتوان ہون صیاد — ظالم میرے پر نہ باندھ کس کے
ناصح ہمین رونیکو نکر منع — آنسو نہین ہین ہماری بس کے
اغیار کے سر ہے شوخ عیّار — شعلہ ہے گرد مشت خس کے
خط کے آنے سے چہرہ اوترا — مرجہا گئی پہول رات بس کے
ملتے ہین یون اوس سے روز سو بار — بچھڑے ملین جیسے سو برس کے
بیزار ہے دل جہان سے صیاد — سوراخ ہی بند کر قفس کے
کہلتا نہ دہانِ تنگ کا حال — کیا کہوئی ہے بات اوسنے ہنس کے

سوزان چلو میکدہ تو ہے بند
تکیہ مین لگائین دم چرس کے

۱۱۷
ادہر طرف وہ بگڑ کے جا بیٹھے — اس طرف ہم اکڑ کے آ بیٹھے
خوب منصف ہین آپ ہی آداب — خانۂ دل میرا دبا بیٹھے

ہنس ہنس ہے کہڑا ہوا ہے رحیم
روتے ہین دوست آشنا بیٹھے

پھر نہ دہان سے ہوا نصیب اوٹھنا
ہم جہان مثل نقش پا بیٹھے

جب ترے بیٹھنے سے ناخوش ہین
اوٹھ ادہر سے دل تیری بلا بیٹھے

باغبان ہم کہان یہ باغ کہان
فصل گل کے سبب سے آ بیٹھے

اسطرح غیر چپکے وہان بیٹھ
جسطرح کوئی چور آ بیٹھے

راہ عشق و وفا مین رکھکے قدم
دین و دنیا سے ہاتھہ اوٹھا بیٹھے

آج دنیا سے اوٹھہ گئے سوزان
رو رہے ہین سخن سرا بیٹھے

۱۱۸

قصہ درد دل خستہ سنانے آئے
قصہ کوتاہ کہ ظالم کو رولانے آئے

شیخ جی اوسکو تو کچھہ بہی نکہا واہ وا
آپ بہی آئے تو ہمکو ہی دبانے آئے

دین کے کام بہی ہو جائین دنیا کے طفیل
آئے مسجد مین تو بازار کو جانے آئے

گزری اوس کوچہ مین عشاق پہ کیا جانے کیا
کہ ہمکو کسطرح خاک اوڑانے آئے

برف کی قلفیونکا اونسے کر آئے عدو
گل کے ملنے کی غرض اور جتانے آئے

شل چنگیز جسے دیکھہ لیا قتل کیا
راہ مین کشتونکے پشتے ہی لگانے آئے

ہاتھہ مین ساز خوش آواز بغلمین بلبل
عالم نشا مین کیا گاتے بجاتے آئے

کیا کہو گے جو کہا مثل امیر اے سوزان
کیون نہ بگڑی ہوئی باتون کو بنانے آئے

کہا بلبل سے گل نے مسکرا کے
سنا یہ شعر تیرا سوقت گا کے

برا ہو عشق کا باغ عدم سے
کیا برباد اس گلشن مین لا کے

پھر اگل جلوہ گر ہے جس چمن مین
وہان پر جلتے ہین باد صبا کے

دل و ایمان دین کھویا سبھی کچھ
بہت پچھتائے ہمتے دل لگا کے

جہان مست غبار اپنا پڑا تھا
وہ وہان سے جاتے ہین دامن اوٹھا کے

نہ مونس ہے نہ دلبر ہے نہ دل ہے
مجھے اے چرخ کیا لیگا ستا کے

خدائی کی لباس بندگی مین
طفیل اپنے دل بے مدعا کے

کیا کیون مبتلائے عشق اے چرخ
ہمین کیا مستحق تھے اس بلا کے

کیا دنیا کو مینے آج سے ترک
اوٹھائے نخرے کون اس بیوفا کے

کہا ہے کس ادا سے تم نہ بولو
ذرا پھر کہیو صدقے اس ادا کے

ہمین لائق تھے کیا اے وائے قسمت
ستم کے قہر کے جور و جفا کے

کہ اس محفل مین مستوجب ہین اور سب
وفا کے مہر کے لطف و عطا کے

بس اب عشق بتان کر ترک سوزان
خدا کا خوف کر بندے خدا کے

فدا مین اس کلام جان فزا کے
نثار اس خندۂ دندان نما کے

سواد زلف ہے مضمون واللیل
رخ روشن ہین معنے والضحی کے

نگاہ غور سے دیکھا تو گل مین
بہت ہین طور اس رنگین قبا کے

نظر ترچھی ہے ٹوپی بھی ہے ٹیڑھی
فدا یار اس تیرہی بانکی ادا کے

سُنے افسانۂ فرہاد و شیرین
تماشے دیکھے کاہ و کہربا کے

فلک اس تنگدان مین نقش پا ہون
ستمگر مجھکو کیا لیگا مٹا کے

چُرا کر لیا دل ہاتھ مین سے
نکیون قائل ہون ہم دزدِ حنا کے

قطعه

کہین کیا حضرت سوزان ہم احوال
دلِ نادان و بختِ نارسا کے

تلاشِ کیمیا مین ایک مدت
رہے درپے عقاقیر و دوا کے

بہت ہر جا پھرے بے زاد و بے برگ
بہت درپے تھے ہر بے نوا کے

ہزارون دیکھین اس فن کی کتابین
ہزارون نسخے دیکھے آزما کے

ہوا عالم مین جب شہرہ ہوس کا
لگے آنے مہوّس جا بجا کے

کوئی بولا نکالو روغنِ گل
کہین سے بہینس کا انڈا منگا کے

کوئی بولا نکالو چیل کا دودہ
کہین سے بچۂ سیمرغ لا کے

بہت لوگون نے اس اثنا مین بے لاگ
دکھایا سیم و زر بھی کچھ بنا کے

ولیکن جب بچشمِ غور دیکھا
نہ تھا کچھ بھی بجز مکر و دغا کے

سوا کے نسخۂ غزّالی آخر
ہوئے منکر ہر ایک کی کیمیا کے

رہا کعبہ مین سوزان منقبض دل
کھلا ہے آج میخانہ مین آ کے

ولہ

چمن ہے مینہ ہے ابر و ہوا ہے … اگر آجائے ساقی تو مزا ہے

کہا مینہ نے پہ لٹکا کر سراسر … کہ نخلِ آرزو مین پہل لگا ہے

بلا سے گر نہین ملتا نہ مل تو … بتِ کافر ہمارا بہی خدا ہے

طبیب مشفق اس دار الشفا مین … ہمارے دکہہ کی بہی کوئی دوا ہے

سڑا دیوانہ پاگل واہی احمق … مجہے جو آپ فرمائین بجا ہے

کہا کرتا ہے اکثر وہ پری زاد … کہ قومِ آدمی کل بیوفا ہے

ترا وہ سحر قدرت ہے کہ جسمین … یہہ قصرِ ہفت برج ایک بلبلا ہے

ملاقات آنکر جلدی کرو تم … مری دلکو بہت شوقِ لقا ہے

نہ گل ایک حال پر رہتا ہی نہ خار … یہہ گلشن بہی عجب عبرت سرا ہے

اگرچہ ہے قلندر وضع سوزان
مگر مُلکِ سخن کا بادشا ہے

جسے دنیا مین آشنائی کی … اوسنے ہی ہے بیوفائی کی

متکبر نہین ہون یہہ مجہہ مین … شان ہی اوسکی کبریائی کی

بادشہ ہون مگر تمنا ہے … درِ میخانہ کی گدائی کی

مست عیشِ وصال رہتے تہے … کیا خبر ہتی غمِ جدائی کی

زلف مہ رخ کے وصف لکہتا ہون … مشک ہو جائے روشنائی کی

موسم گل گذر گیا صیاد — اب تمنا نہین رہائی کی
سر شوریدہ پھر کہین نہ جھکا — جب سے اوس در کی جبہہ سائی کی
ہمہ تن گوش تھے چمن مین گل — مینے جس دم غزل سرائی کی

بادشاہ کلام ہے سوزان
سیر کر ملک بے نوائی کی

پھر پریشان دل شیدا ہے خدا خیر کرے — سر مین پھر جوشش سودا ہے خدا خیر کرے
صفتِ ماہی بے آب پھر اب دل تڑپا — پھر روان آنکھ سے دریا ہے خدا خیر کرے
غم نے پھر کی ہی مرے دل پہ قیامت برپا — پھر خیال قدِ رعنا ہے خدا خیر کرے
آنکھ کے سامنے پھر رہنے لگی ایک صورت — دل پھر اب محو تماشا ہے خدا خیر کرے
کر کے پھر طرز تبسم کو کسی شخص کے یاد — دل تڑپتا سینہ مین روتا ہی خدا خیر کرے
فصل گل آئی ہی مائل طرفِ دشتِ جنون — پھر ہمارا دلِ دیوانہ ہے خدا خیر کرے
لیکے جب تخلیہ مین بوسہ ہوئے ہم مضطر — بولے کیا اور تمنا ہے خدا خیر کرے
لیگئی تخلیہ مین حضرت یوسف کو مگر — اور کچھ قصد زلیخا ہے خدا خیر کرے
منہ سے کہتا تو ہون توبہ مگر اے شیخ ہنوز — دلمین ذوق مے و میناہی خدا خیر کرے
آہ کے پھر دل سوزان سے شرارے نکلے — شعلہ پھر آگ کا بھڑکا ہے خدا خیر کرے

سنکے بیماری سوزان کی خبر از رہ درد
لگے کہنے کہ بڑھاپا ہے خدا خیر کرے

پیغام گل دیا جو نسیم بہار نے
بلبل قفس میں سر کو لگی دے دے مارنے

کیا روح باغ باغ ہوئی باغ خلد میں
روندا جو مشت خاک کو اوس شہسوار نے

شکوہ ہے یار کا نہ شکایت ہے غیر کی
جو کچھ کیا ہے طالع ناسازگار نے

فراش باد رہ میں گلو کا بچھا گئے فرش
قصد چمن کیا ہے مرے گلعذار نے

ہوتی ہے وحشت آدمی کی شکل دیکھ کر
وحشی بنا دیا ہے دل بیقرار نے

میں غم کو کھاؤں کھا گیا غم جانگزا مجھے
پیدا کیا اسی لئے پروردگار نے

گر اوس کی رہ میں جان بھی دی ہے تو حق یہ ہے
کچھ حق ادا کیا نہ دل حق گزار نے

رخسار پر یہ کاکل مشکیں نہیں ہے یہ
گھیرا ہے ملک روس کو فوج تتار نے

ہم بیکسوں کی قبر پہ سوزاں پس از وفات
روشن کیا چراغ دل داغدار نے

مسدس بر غزل حافظ علیہ الرحمۃ

سالہا شد این دل ناکام را
صرف غم کردست صبح و شام را

حالیا این رند می آشام را
ساقیا برخیز و در دہ جام را

خاک بر سر کن غم ایام را

من ز غم گم کردہ دست و پائے خود
در بلا افتادہ ام اے وائے خود

با کہ گویم قصۂ غمہائے خود
محرم راز دل شیدائے خود

کس نمی بینم ز خاص و عام را

گل بشوقش چاک کرده پیرهن	بلبل اندر یاد رویش نعره زن
فاخته با کبک سرگرم سخن	شکر دیگر سبزه اندر چمن

هر که دید آن سرو گل اندام را

باده در ده ساقی ای جان جهان	خوش بخوان هان ای مغنی خوش بخوان
توبهٔ خود را شکستم این زمان	گرچه بد نامیست نزد عاقلان

ما نمی‌خواهیم ننگ و نام را

می فروش از من چه خواهی سیم و زر	نیست چیزی غیر ازین دلقم دگر
دست می نبدم به بیت زود تر	ساغر می بر کفم نه ناز سر

بر کشد این دلق ازرق فام را

چند مشغول نماز بی حضور	چند طاعت از پی حور و قصور
ساقی ای چشم بد از روی تو دور	باده در ده چند ازین باد غرور

خاک بر سر نفس نافرجام را

با می آشامی مرا خاطر خوش ست	با می و جامی مرا خاطر خوش ست
با گل اندامی مرا خاطر خوش ست	با دلارامی مرا خاطر خوش ست

گر دلم یکبار برد آرام را

عشق بزد آتش اندر جان من	آشکارا شد غم پنهان من
سوخت بر عالم دل یاران من	دود آه سینهٔ سوزان من

سوختت این افسردگانِ خام را

بس کن از این ناله و شور و شغب — بعد ازین نه مُهر خاموشی بلب
همچو سوزان تا بکے رنج و تعب — صبر کن حافظ بسختی روز و شب

عاقبت روزے بیابی کام را

مسدس

گنج خسرو خزانهٔ قارون — عقل و علم حکیم افلاطون
پرنیان و خز اطلس و اکسون — حسب و بخواه گردش گردون

این همه طمطراق کن فیکون
ذرهٔ نیست پیش اهل جنون

تخت دیہیم گنج زیور زر — لعل نایاب سلک دُرّ و گہر
مال و دولت خزانهٔ و لشکر — یار و ساز زنگ شمس و قمر

این همه طمطراق کن فیکون
ذرهٔ نیست پیش اهل جنون

وسعت عرش و آسمان و زمین — عظمت جبرئیل سدره نشین
دوزخ و گلشن بہشت برین — راه دور و دراز کفر و دین

این همه طمطراق کن فیکون
ذرهٔ نیست پیش اهل جنون

سبزہ نو دمیدہ آبِ روان	نہر و تالاب مثلِ آبِ جنان
لالہ و ارغوان گل و ریحان	گلستان رشکِ گلشنِ رضوان

این ہمہ طمطراقِ کن فیکون
ذرۂ نیست پیشِ اہلِ جنون

عربی گھوڑیاں صبا رفتار	اونٹ بغداد کے قطار قطار
ہاتھیوں پر عماری زر کار	ابر پر برق جیسے آتشبار

این ہمہ طمطراقِ کن فیکون
ذرۂ نیست پیشِ اہلِ جنون

آئینہ خانہ اور رنگ محل	در و دیوار بے نظیر و مثل
فرش سنجاب و قاقم و مخمل	جس پہ پائے نگاہ جائے پھسل

این ہمہ طمطراقِ کن فیکون
ذرۂ نیست پیشِ اہلِ جنون

شادی و عیش و ناز و دورِ شراب	طرفِ گلزار صحبتِ احباب
ساقی ماہرخ شبِ مہتاب	مطربِ خوش نوا و چنگ و رباب

این ہمہ طمطراقِ کن فیکون
ذرۂ نیست پیشِ اہلِ جنون

جاہ جمشید شاہ بحر و بر	عمر الیاس و نوح پیغمبر

شوکتِ بادشاہ اسکندر — دم عیسیٰ مسیح و علم خضر

این ہمہ طمطراق کن فیکون
ذرۂ نیست پیش اہل جنون

مطلع

سلک درو گہر ہے تو کیا ہے — زیور سیم و زر ہے تو کیا ہے
علم و فضل و ہنر ہے تو کیا ہے — جودتِ طبع گر ہے تو کیا ہے

این ہمہ طمطراق کن فیکون
ذرۂ نیست پیش اہل جنون

گر تجھے علم کیمیا ہے تو کیا — علم نیرنج جانتا ہے تو کیا
علم موسیقے اگیا ہے تو کیا — مثل سوزان سخن سرا ہے تو کیا

این ہمہ طمطراق کن فیکون
ذرۂ نیست پیش اہل جنون

تاریخ کتاب انتخاب مولفہ مولانا محمد قاسم مرحوم مغفور

چاپ شد چون این گرامی نامہ — نام آور نامہ نامی نامہ
موجۂ سرچشمۂ آبِ حیات — در مزہ ہمشیرۂ آبِ نبات
جدولش غیرت دہ جوے بہشت — سطر سطرش سرو دلجوے بہشت
روے کاغذ آبروے نیکوان — خطِ خط رخسارِ محبوبِ جوان
نقطۂ او گوہر با آب و تاب — یا سیہ خالی بروے آفتاب

۲۵۸۴۲

هر گل مضمون گل باغ جنان ‌ ‌ ‌ هر سخن رنگین گل خنده زبان

حرف خوبش شاهد مشکین نقاب ‌ ‌ ‌ اندرو معنی چو مهر اندر سحاب

معنی اندر لفظ او پوشیده ‌ ‌ ‌ همچو نور دیده اندر دیده

چونکه بود آن مرد حق مست الست ‌ ‌ ‌ طرز گفتارش همه مستانه است

از معارف گهه حکایت میکند ‌ ‌ ‌ وز حقایق گهه روایت میکند

گهه ز معقولات میگوید سخن ‌ ‌ ‌ گه ز منقولات میگوید سخن

فهم بر گفتار او کمتر رسد ‌ ‌ ‌ عاشق مست این سخن را در رسد

طبع او القصه دریایی ست ژرف ‌ ‌ ‌ هر زمان زان می زند موج شگرف

الغرض چون این کتاب با صفا ‌ ‌ ‌ چاپ شد از آن آن مرد خدا

دیدم او را یک دل از دست رفت ‌ ‌ ‌ هوشم از سر همچو هوش مست رفت

بعد یک ساعت چو دل آمد بهوش ‌ ‌ ‌ طبع من زان حال خوش آمد بجوش

خاطر من دفع آن احوال را ‌ ‌ ‌ حیله انگیخت فکر سال را

رفتیم اندر بیشه اندیشه ‌ ‌ ‌ خود خبر این بار نباشد بیشه

کز لب بحر م خضر آواز داد ‌ ‌ ‌ که همه تشنه لبان را نفع باد

تاریخ ملاقات ملک ناصرالدین والی ایران به وکٹوریه ملکه هند و انگلنڈ

چو سلطان ایران به ملک فرنگ ‌ ‌ ‌ رسید و بفرمود لختی درنگ

خبر شد ببانوی آن سرزمین ‌ ‌ ‌ بخدمت درو داشت سر بر زمین

که بسیار خوب آمدی مرحبا — کنیز توام ای تو مولا مرا
به بلقیسان یکی از ره دین وداد — براه تو افگنم قدم در نهاد
چنین یاد دارم که شخصی مهین — بگفتا که ای کان گنج سخن
خموشت چو ماهی نباید نشست — بفرما ای تاریخ کین وقت هست
بیان مخط کان دوست با گفت — بنوک زبان گوهر راز سفت
بگفتمش از روی دانشوری — بیکجا درآمد وشتری

تاریخ وفات شیخ کاظم علی رئیس سهارنپور

شیخ کاظم علی امیر اجل — چون شد آماجگاه تیر اجل
گفت دل سال عمر فرسایش — بهشت برین بود جایش

تاریخ تعمیر چاه میر احسان علی سهارنپوری

احسان علی که مرد کاریست — والا منش و بزرگواریست
بهر لب خشک تشنه زاری — در کندن چاه کرد کاری
سوزان چو شنید وصف حالش — نو چشمه فیض گفت سالش

تاریخ قتل بی نظیر جان مساة نظیر جان که با فساد عبد الحی نامراد از دست بیداد بانو خانه برباد نامرادانه جان داد

صبح دم مرغ چمن با گل نوخاسته گفت — ناز کم کن که درین باغ بسی چون تو شگفت
گل بخندید که از راست نرنجیم ولی — هیچ عاشق سخن تلخ به معشوق نگفت

یاد دارم که شنید این سخن از روح نظر — همچو زلف سعید خویشتن از غم آشفت
وز دو نرگس به گل تازه فشاند آب یکے — آه سرد از دل پر درد برآورد و بگفت
هیچگه همچو من از دست جفاے عاشق — هیچ معشوق ستمدیده بخاک و خون خفت
پیش عشاق به بد گفتن و آنهم از ناز — هیچ معشوق چو من ترک جهان و جان گفت
پیکر دیو به پیش نظر خلق هنوز — طرفه حالیکه پری از دو لب دُرها بنهفت
یاری او درد دل غمزده میگفت مرا — اشک الماس صفت گوهر جان و دل سفت
گفتم آخر که تو کے رفتی ازین غمخانه — اے که چار و پنج غمت خانهٔ دل پاک برفت
تاکه تاریخ بگویم چه درینجا هر کس — هرچه بشنفت ز حال تو پریشان بشنفت
جان بے تن ز سر گریه و آه و زاری — قصهٔ غصه سر کرد که جان رفت بمفت

تاریخ قتل لارڈ میو صاحب بہادر لارڈ میو وزیر ممالک

لارڈ میو وزیر ممالک — در هر کار که رائے متین زد
در دل خلق جهان شد جایش — نقشے نقش نگر به نگین زد
ورره شیر علی خان بروے — ناگه همچون شیر عرین زد
از سر ملک وجودش در روم — بانگ رحلت جان حزین زد
هاتف غیبی سالش گفتا — شیر قضا بش پنجهٔ کین زد

تاریخ وفات مولانا مولوی محمد قاسم رحمه الله علیه

چشمهٔ فیض محمد قاسم — رفت و زین چه فزون تر باشد

جیب جان را بغمش چاک کنم — ہمچو گل دستہ ستم گر باشد
اے فلک آن شہ ملک دین را — در زمین بالش و بستر باشد
اندرین منزل غم چشمے نیست — کہ نہ از اشک غمش تر باشد
ہر چہ در بحر و بر ست از حیوان — گرم فریاد معتبر باشد
ہر چہ او داشت بدل نور و صفا — کے نصیب در و گوہر باشد
ہر چہ اندر دل او بود ز علم — عالمان را نہ میسر باشد
از ہمین مردم دیدار آرے — رونق دین پیمبر باشد
فکر تاریخ ہمی کردم تا کہ — یادگار از من مضطر باشد
کہ خضر از لب دریا گفتا — ہمدم ساقیٔ کوثر باشد
۱۲۹۷

تاریخ وفات مولانا مولوی محمد قاسم مرحوم مغفور

صوفی و فاضل بے مثل محمد قاسم — صاحب ہمت و صاحب دل و صاحب اقبال
وجہ کیا ہی کہ گئے گلشن جنت کی طرف — پڑ گیا تھا کہیں عقبیٰ میں مگر قحط رجال
خوش نہ آئی تیری اے چرخ برین حرکت — خوش نہ آئی تیری اے گردش دوران چال
حیف کس لو نے گل تازہ کو برباد کیا — حیف کس بلبل خوش خوان کو کیا بے پر و بال
جب کیا دفن عجب حال نظر آتا تھا — کہ جسے دیکھتے تھے تھا وہ گرفتار ملال
کوئی دامن سے کہیں پونچھتا تھا آنکھیں — آنسوؤں سے کہیں کرتا تھا کوئی تر رومال
کسی کو جوش غم و رنج میں تھا استغراق — کسی کو کثرت اندوہ میں تھا اضمحلال

ہم ہی ہو چہو تہو سوزان نے یہ تاریخ گرم	طرز مومن پہ پڑہی جب بصد اندوہ ملال
دست بیداد اجل سے ہوئے ہین سر بپا	صدق و اسلام و ورع فضل و کرم حال و قال

تاریخ ولادت راجہ مہندر سنگہ والی پٹیالہ کے بیٹے

اختر اوج سعادت طالع ہوا

راجہ صاحب کے ہوا ہے بیٹا	رخ سے اقبال کے آثار عیان
رات اوس روز دوالی کی جو تہی	ہوئی تاریخ چراغ گیہان

ولہ

دیکہا شب کو سوئی شبستان جہان	تہا عالم نور سر بسر کون و مکان
وہ رات کہ دلفریب تہی سر تا سر	مانند شب سیاہ زلف جانان
وہ رات کہ فرط نور مین ہر ذرہ	کرتا تہا دعوی انا الشمس عیان
مین نے سوچا کہ ہے دوالی کی رات	ہونگے یہ چراغ ہر طرف نور فشان
دل نے اوسوقت مجہسے جہلکر یہ کہا	تو نے مجہکو جلا دیا اے سوزان
ہے شمع و چراغ بادشہ کا یہ نور	ورنہ یہ روشنی چراغون مین کہان
وہ نور نگاہ پردہ پنہان سے	مانند نگہہ ہوا ہے زیبا عیان
مین سنکے یہ مژدہ اسطرح ہنسنے لگا	ہنستی ہے جسطرح سے شمع سوزان
عرصہ گذرا اسیطرح ہنستے ہوئے	اوس دم کی خوشی کا ہوسکے کس سے بیان
دل لذت عیش مین الگ بیخود ہان	مین ذوق نشاط مین جدا محو یہان

جب عرصہ کے بعد کچھ افاقہ سا ہوا — دل نے مجھ سے کہا کہ یہ وقت ہے ہاں
جاتی ہے مدتوں کی کلفت دم میں — سوزاں اے شاعر سخن فہم زماں
کوئی تاریخ کہو ایسی کہ دے — جس سے طبع حسود جلکر ہو دہواں
یہہ سنتے ہی اپنے دلمیں کہنے لگا — اے واقف راز آشکارا و نہاں
ہے باعث روشنی گیہان چراغ — اس کی تاریخ ہے چراغ گیہان

تاریخ وفات نواب ملک محمد خان رئیس سہارنپور

گیا دنیا سے جب وہ مرد دیندار — کہ جس کا شہرہ چو دو تھا ہے
کہی سوزاں نے حسب حال تاریخ — کہ اپنے وقت کا حاتم مرا ہے

یگانہ آفاق حکیم محمد اسحاق سہارنپوری

شکر ایزد کہ کلام سوزان — در تن طبع در آمد چون جان
وقت آن شد کہ طرب ساز کنم — بر سپہر صفت عالم ناز کنم
وقت گشت کہ اعدا میسوزند — ہمہ ایوان طرب از سر گیرند
ہست صہبای سخن ای محمود — در رفتن ز طریق مقصود
سال اتمام فراشس کردی — در سخن وقت ابہارت تری
چون بر آید ز زبانم این راز — طبع من کرد ورد شکر فراز
گر سر طارم گردون عیسی — گفت سالش کہ کلام خیرا

تاریخ شیوائیان محمود خان پسر نواب محمد یوسف خان

جبکہ محمود یہ دیوان چھپا — جسمین ہین سر محبت مکتوم
مین نے فی الفور بصد بہجت — کہی تاریخ مبارک منظوم
۱۲۹۰ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع ادق منشی محمد فضل حق صاحب متخلص بہ تمکین

چھپا ہے ان دنون دیوان سخندان یہ کہ قابل — مگر اس رنگ سے ہر کا ہے شعلہ سوز پنہان کا
بہار حسن معنی کیون نہ زینت بخش عالم ہو — زمین شعر مین نقشہ جما ہے گلستان کا
پریشان خاطر و جمعیت باطن کا مژدہ ہو — کہ یہ مجموعہ اک مجموعہ ہے لفظ پریشان کا
معارف کو بھی لذت ہو اس دیوان کو دیکھے — کہ ایک ایک نقطہ اسکا قطرہ ہے دریا عرفانکا
حقیقت جلوہ گر ہے پردہ نظم مجازی سے — نمایان ہے در و دیوار سے عالم بیابان کا
طلوع آفتاب عشق مولیٰ اسکو کہتے ہین — گمان ہوتا ہے ایک ایک صفحہ پر صبح مشرقانکا
بیان رنگ و بو مین مستتر ہے شاہد وحدت — نہین دیوان کا یا حجرہ ہے یوسف کے زندان کا
بجا ہے گر مضامین ہون رنگین اور رنگین ہوش — نتیجہ ہے مگر فکر دل خونابہ افشان کا
مجھے از لب ترو دہا کہ کیا تاریخ ہو اسکی — کہا تمکین نے کہدو نمونہ داغ سوزان کا
۱۲۹۰ھ

اعلان

واضح ہو کہ حق تالیف اس دیوان کا مولوی محمد عبد الحمید صاحب مالک مطبع کو دوام کرکے ہبہ کردیا کوئی صاحب بغیر اجازت انکی طبع نفرمائین اور نیز یہہ دیوان داخل بہی یار جسٹری سرکار ہے فقط العبد حسیب الدین احمد سوزان

مطبع انصاری دہلی مین عبد الرزاق بیگ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

تتمہ قطعات تاریخ طبع

تاریخ طبع دیوان سوزان محمد یاور علی یاور تخلص کانپوری

کلام سوزان میں جو ہے خوبی کسیکو حق نے کب ایسی بخشی
صفائی بندش ہے کس بلا کی ہے نظم گویا کہ عقد پروین
جو اوسکو دیکھا کمال خوبی سے سنین ہجری ہوئے ہیں روشن
ورق ورق ہی برنگ گلشن دکھا رہے ہیں گل مضامین

ایضاً

سوزان سخنور نے دیوان جو ہے لکھا | چرچا ہے زمانہ میں ہر ایک جگہہ جسکا
تاریخ جو کہنے کا کچھ مجھکو خیال آیا | دو سال ہوئے ہجری اسطرح مجھے پیدا
جس بیت کو ہی دیکھو خوبی ہے جدا اوسکی | کس طور کہے یاور توصیف بلا اوسکی

صحت نامہ دیوان سوزان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۰	روح نفسانی قوۃ حیوانی	قوۃ ملکیہ و قوۃ بہیمیہ
۳	۵	مضطر	دل مضطر
۵	۸	کے در	بے در
۵	۸	سائیان	سائبان
۱۲	۱۵	شمع	وضع شمع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٥	٧	سرویا	سرو پا
١٦	۴	بہونگا	پہونگا
١٦	١٣	رکہیتے	سہ کہیتے ہو
٣٧	٨	ایدل	دل اے
٣٩	١٥	اژدہام	اژدحام
۴٠	١	کہیجے	کہیجی
۴٢	٩	لبتک	لب اب تک
٥٣	٣	بجای	بچای
〃	〃	اہ	ماہ
〃	١٣	لکہتا ہے	لگتا ہے
٥٥	۴	در	ڈر
٦٠	[illegible]	ہلین	بلین
٦٨	[illegible]	ہاہتہ	پابہنہ
[illegible]	١٢	اوسے	اوسنی
٧۴	٨	ثا	تا
٧٦	٢	رصوان	رضوان
٧٧	۴	طلح	طبع
〃	١١	نقطہ و	نقطۂ او

بتصحیح میر عبداللہ سلمہ اللہ ہادی

ALIGA

CALL No. ۸۹۱۶۴۳۱ سو۲۳ د ACC. No. ۲۵۸۳۲

AUTHOR سوزن، محمد یارعلی خاں

TITLE دیوان سوزن

۸۹۱۶۴۳۱
۲۵۸۳۲
سوزن، محمد یار علی خاں
دیوان سوزن

Date	No.	Date	No.

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.